وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ

کماں سے چھوٹ کر لے تیر تو نکلا تو ہے لیکن
مخالف کے جگر میں بیٹھ کر ناسور ہو جانا
پڑا ہے ہیبتِ حقہ کا وہ بار گراں تم پر
نہ بھولو گے قیامت تک کمر کا چور ہو جانا
نہ تم ہم کو ستاتے ہم نہ یوں آہ و فغاں کرتے
نہ یہ ذلت تمہیں ہوتی نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ رسالہ مبارکہ

موسومہ بہ

الحجۃ البالغہ

من تصنیف الفاضل القمقام المحقق العلام حضرت مولانا
مولوی سید احمد سعید صاحب الکاظمی امروہی مد ظلہ العالی مقیم
ملتان محلہ قدیر آباد

من جانب

انجمن حزب الاحناف و انجمن فدایان اسلام و مجلس اتحاد ملت ملتان

یونین پرنٹنگ پریس ملتان شہر سے چھپ کر شائع ہوا

ملنے کا پتہ:- جناب حافظ محمد نجم الدین صاحب تاجر کتب اندرون بوہڑ دروازہ ملتان شہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد بزرگانِ قوم و برادرانِ ملت آپ کو معلوم ہوگا کہ گذشتہ ایام میں ایک چورقی رسالہ بنام "اظہار حق کا پول کھل گیا" اور ایک اشتہار بعنوان سیاہ اور نیلی پوشی کے متعلق علمائے احناف کا فتوے" میرے اشتہار اظہار حق اور رسالہ السیف المسلول کے جواب میں ایک نوزائیدہ انجمن کی طرف سے کسی مجہول شخص نے شائع کر کے دین متین کو صدمہ عظیم پہنچایا۔ مجیب موصوف نے اپنا نام نہ رسالہ میں لکھا نہ اشتہار میں درج کیا۔ البتہ چورقیہ مذکورہ میں اپنا تعارف مندرجہ ذیل الفاظ میں کرایا ہے۔ خاکسار ابن شیر خدا مذہباً حنفی مسلکاً چشتی عفی عنہ

ابن شیر خدا اگر علم یعنی نام ہے تو ثابت کرنا ہوگا کہ واقعی بطور علمیت استعمال کیا گیا ہے مگر واقعہ اس کے خلاف ہے۔ اگر نام نہیں تو لفظ خاکسار کا استعمال دو وجہ سے غلط۔ اولاً اسلئے کہ یہ لفظ تعارف کے موقعہ پر ہمیشہ علم یعنی نام کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے۔ ابن شیر خدا جب نام نہیں تو اس کے ساتھ لفظ خاکسار کا استعمال عرف عام کے مطابق غلط۔ ثانیاً اس لئے کہ لفظ خاکسار عجز و انکساری کے معنی دیتا ہے اور ابن شیر خدا شجاعت و بہادری پر دلالت کرتا ہے۔ پس ایک ذات پر ذلت و انکساری اور شجاعت و بہادری دونوں کا اطلاق بیک وقت غلط اور لغو ہے۔

البتہ یہ ممکن ہے کہ محل خاکساری مقام شجاعت کا غیر ہو۔ مگر میدان مقاومت میں تو ایسی بزدلی پائی جاتی ہے کہ مقابلہ میں اپنی ذات کا پیش کرنا تو درکنار نام تک پیش نہ کیا گیا۔ محل خاکساری تو معلوم ہے مگر موقعہ بہادری مجہول۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ابن شیر ببر شیروں کے سامنے ہمیشہ ذلیل و خوار رہتے ہیں۔ اس طرح خاکسار اور ابن شیر خدا دونوں کی ترکیب درست ہو جائے گی۔ مگر یہ درستی مشروط بشرط تسلیم ہے۔

ابن شیر خدا کی بُنوت

الولد سر لابیہ

شیر خدا مرکب اضافی ہے۔ جس کے معنی ہیں خدا کا شیر۔ یہ تو ہر شخص کو معلوم ہے کہ جس قدر شیر دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ وہ سب خدا کے ہیں۔ خواہ پہاڑی ہوں یا جنگلی ہندی ہوں یا افریقی آزاد ہوں۔ یا مقید۔ چھوٹے ہوں یا بڑے نئے ہوں یا پرانے سب خدا کے ہیں وہ سب کا مالک ہے۔ لیکن اس وقت تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کونسا اور کہاں کا شیر ہے جسکی بُنوت شریفہ کا شرف جناب خاکسار کو حاصل ہے

اگر شیر اپنے حقیقی معنی میں مستعمل نہیں بلکہ مجازی معنی مراد ہیں۔ تو ایسی صورت میں اللہ تعالےٰ کی طرف مضاف ہو کر یہ لفظ غالباً سیدنا مشکلکشا حضرت مولا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم کی ذات مقدسہ پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

پس اگر باعتبار معنی مجازی سیدنا حضرت مولا علی رضی اللہ تعالےٰ کا بیٹا مراد ہے (ہونا) تو اس دعوے سے قبل ذرا شرم وحیا سے کام لینا تھا۔ یعنی جس نفس مقدسہ کی طرف اپنی نسبت کی تھی۔ انکی شجاعت کی جلالت شان کو بھی ملحوظ رکھنا تھا اور اپنی بزدلی کو بھی ایک نظر دیکھنا تھا۔ میرے اور سارے جہاں کے مولا کی یہ شان کہ میدان جہاد میں مجاہدین اسلام کی صف اول میں اپنی ذات مقدسہ کو پیش فرماویں بستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلواروں کے سایہ میں آرام فرماویں اور خوف وہراس کو قطعاً دل میں جگہ نہ دیں۔ شجاعان اسلام کے سردار۔ اقلیم شجاعت کے تاجدار جن کی جوانمردی اقطار عالم میں ضرب المثل جن کی بے نظیر جوانمردی اور شجاعت کا شہرہ لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کی مرعوب کن صداؤں سے نکل کر عالم کے سورماؤں اور بہادروں کے کلیجوں کو پانی کی طرح پگھلا دے ان کا بیٹا ایسا بزدل اور نامرد کہ اپنا نام تک ایک چودر قیہ میں لکھنے سے خائف وہراساں ہے۔ "اللہ اکبر" اپنا نام صفحہ قرطاس پر پیش کرنے سے ڈرنے والا اُس مجسم شجاعت کا بیٹا ہونے کا مدعی ہے جس نے عالم کی مجموعی طاقتوں کے سامنے اپنی ذات کریمہ تک پیش کرنے سے دریغ نہ فرمایا۔ جل جلالہٗ ایسے باپوں کے ایسے ہی بیٹے ہونے چاہئیں۔ جناب خاکسار ابن شیر خدا نے الولد سر لابیہ کی کیسی انوکھی تفسیر اور نرالی تصویر پیش کی ہے

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو - برعکس نہند نام زنگی کافور

اس تمام بحث و تحقیص کے بعد بھی ہم ابھی تک اس امر کا قطعی فیصلہ کرنے سے قاصر ہیں کہ ابن شیر خدا میں شیر بمعنی حقیقی مستعمل ہے یا بمعنی مجازی۔ ضابطہ اصولیہ کی بنا پر تو ہم حقیقی ہی سمجھیں گے اس لئے کہ جب تک حقیقۃ متعذر نہو مجاز نہیں لے سکتے۔ عبارت میں تو کوئی تعذر پایا نہیں جاتا اور معجزہ کو ابھی تک ہم نے دیکھا نہیں لہذا تا وقتیکہ ثبوت تعذر متحقق نہو جائے حقیقی معنی سمجھنے میں ہم یقیناً حق بجانب ہونگے

خاکسار ابن شیر خدا کی حنفیت

خاکسار ابن شیر خدا اپنے تعارف کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں مذھباً حنفی ہر شخص جانتا ہے کہ حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مقلد کو حنفی کہتے ہیں۔ اور مقلد کا کام یہ ہے کہ فقہی استدلال کے وقت اپنے امام کی فقہ کو اپنے دعوےٰ کی دلیل قرار دے۔ مگر ہمارے ابن شیر خدا کی جس طرح بنوت مجہولہ ہے اسی طرح حنفیت بھی۔ نیلی پوشی اور سیاہ پوشی کی حرمت پر اپنے امام کا قول پیش کیا نہ فقہائے احناف کی عبارات سے استدلال کیا نہ کسی فقہ کی کتاب کا حوالہ دیا بلکہ اپنے مقتداو مطاع امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قول کے خلاف عبارات فقہا کے متضاد فقہ حنفی کے برعکس سواد و کبود کا پہننا قطعی حرام قرار دیا اور دعوےٰ کیا مذھباً حنفی سبحان اللہ اگر حنفیت کے یہی معنی ہیں۔ اور حنفی اسی کو کہتے ہیں جو حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور فقہائے احناف کے خلاف فتوےٰ دے تو غیر مقلدین نے کیا جرم کیا ہے ان سے کس بنا پر اختلاف کرتے ہو۔ شرم کرو حنفیت کا دعوےٰ اور ابوحنیفہؒ کے قول کی تردید۔

کار شیطان میکند نامش ولی
گر ولی این است لعنت بر ولی

خاکسار ابن شیر خدا کا سلوک

ممدوح موصوف اسی سابق سلسلہ تعارف میں فرماتے ہیں مسلکاً چشتی معلوم ہوا کہ جناب خاکسار

سالک بھی ہیں۔ سالک کی تردید میں قلم اٹھانا ہمارے لئے بہت مشکل ہے حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

بمی سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید   کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

(اے طالب صادق! اگر پیر مغاں تجھ سے کہے کہ تو شراب میں مصلے رنگ دے تو۔ تو اس کے کہنے پر بلا تامل عمل کر اسلئے کہ سالک منزلوں کی راہ و رسم اور راستہ کے نشیب و فراز سے بے خبر نہیں ہوتا جناب خاکسار ابن شیر خدا نے غالباً اسی لئے سالکا چشتی کی قید لگادی کہ ہم کو سالک سمجھ کر کوئی شخص تردید نہ کرسکے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمۃ اس سالک کی تعریف فرمارہے ہیں جو بظاہر حرام کو حلال کرنے والا ہے۔ مگر ہمارے سالک فی الواقع حلال کو حرام کرنے والے ہیں۔ پس ماشاء اللہ جناب کا سلوک بھی برعکس نکلا۔

آپ کی بنوتِ شیر خدا برعکس جنیت برعکس سلوک بھی برعکس پھر آپ کے مجسم معکوس ہونے میں کیا احتمال باقی رہا۔

ابن شیر خدا کی اردو دانی

رسالہ مذکورہ کے پہلے صفحہ کی پہلی سطر میں میرا نام لکھتے ہیں کسی احمد سعید الخ جناب شیر خدا کو اتنا معلوم نہیں کہ لفظ کسی اردو زبان میں انکر النکرات ہے۔ یعنی غیر معین ذات کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ اور اسکی نکارت بھی شدیدہ ہے۔ اسکا محل اور ما صدق علیہ احمد سعید عَلَم یعنی نام ہے جو ذات معین پر دلالت کرتا ہے۔ اب جائے غور ہے کہ معرفہ پر نکرہ کا حمل کرنا اور وہ بھی عند التعریف اجتماع ضدین نہیں تو اور کیا ہے کیا ایک ذات کا بیک وقت معرفہ اور نکرہ ہونا معین اور غیر معین ہونا عقلاً ممکن ہے یہ ہے اردو دانی ان علما کی جن کی بدولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اردو زبان آگئی (نعوذ باللہ من ذالک)

اگر اس سلسلۂ تنقید کو وسیع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہوجائیگی۔ میں اس فضول بحث میں پڑ کر اپنا وقت ضایع کرنا نہیں چاہتا۔ مشتے نمونہ از خروارے مؤلف چو ورقیہ کی لیاقت ظاہر کرنے کیلئے

چند باتیں تحریر کی گئیں۔ اب مؤلف کے رسالہ کی تردید کرتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ رسالہ مذکورہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ فریق مخالف کی لاعلمی اور بدعقیدگی کا نتیجہ ہے۔ اہل علم اور صحیح العقیدہ حضرات کے دل میں ایسے واہی لچر اور پوچ شبہات پیدا نہیں ہوتے۔

معذرت

جس روز جناب خاکسار ابن شیر خدا مذہباً حنفی مسلکاً چشتی کا رسالہ "اظہار حق کا پول کھل گیا" شائع ہوا تھا۔ فقیر نے بحمد اللہ تعالےٰ اسی روز ایک گھنٹہ میں اس کا رد لکھ لیا تھا اور بعض احباب کو اسی وقت سُنا بھی دیا تھا مگر اشاعت میں اس لئے تاخیر ہوئی کہ رسالہ کے آخر میں سیاہ و نیلی پوشی کی حرمت پر بعض علماء کے فتوے درج تھے جو دوسرے روز اشتہار میں بھی شائع ہوئے اس بنا پر احقر نے اس فتوے کی حقیقت آشکارا کرنے کے لئے اطراف واکناف کے مشہور و مسلم اکابر علمائے دین و مفتیان شرع مبین کے بلند پایہ فتوے حاصل کئے جو بحمدہ تعالےٰ اس رسالہ میں شائع کئے جا رہے ہیں ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اس اہم کام میں کتنا وقت صرف ہوتا ہے تاہم بہت عجلت کی گئی۔ اور علمائے کرام کے فتوے حاصل کر لئے گئے۔

ان مقتدر علمائے کرام کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا مبارک وقت صرف کر کے جوابات لکھے اور دین متین کو اہل ضلالت کے تباہ کن اثرات سے بچایا اللہ تعالےٰ ان علمائے کرام کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزاء خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

اس بنا پر رسالہ مبارکہ کی اشاعت میں تاخیر واقع ہوئی جس کی معذرت کا ملتجی اور مستدعی ہوں۔ مولف رسالہ مذکور نے جس قدر عامیانہ اور باجیانہ حملے میری ذات پر کئے ہیں۔ انکے جواب میں اگرچہ میں بھی فریق مخالف کا نام لے کر اسی قسم کے الفاظ استعمال کر سکتا تھا اور جزاء سیئۃ سیئۃ مثلها کے مطابق بہت کچھ لکھ سکتا تھا۔ مگر ایسا کرنے سے بچند وجوہ قصداً اجتناب کیا گیا۔ اولاً اسلئے کہ بیہودہ گوئی دلیل عجز ہے ثانیاً اسلئے کہ میرے اسلاف کے اخلاق عظیمہ اور اوصاف حمیدہ کے خلاف ہے ثالثاً اسلئے کہ حکم قرآنی والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین۔ عفو موجب

محبوبیت الٰہیہ ہے۔ اس لئے اُن تمام خرافات و ہزلیات سبّ و شتم کے جواب میں صرف اس قدر کہتا ہوں۔ فصبرٌ جمیل واللہ المستعان علیٰ ما تصفون۔

انتباہ ۔ سب سے زیادہ افسوسناک یہ امر ہے کہ گالی گلوچ میں تو مازاوی شنگر لیے بھی بازی لے گیا۔ مگر اول سے آخر تک تمام رسالے اور سارے اشتہار میں ہمارے آقا و مولا نور مجسم رسول اکرم تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ کسی ایک جگہ بھی اپنی عبارت میں جملہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ لکھا۔ بلکہ اکثر مقامات پر اسم گرامی حد درجہ استخفاف اور لاابالی بے پرواہی کے ساتھ لیا گیا ہے مثلاً صـ کی سطر ایک اور پانچ اور چھ اور بیس اور صـ کی سطر تیرہ اور صـ کی سطر بیس اور تئیس ان سب مقامات پر آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک صرف لفظ حضرت علیہ السلام سے لیا گیا ہے جس طرح غیر مسلم آریہ یا عیسائی لیا کرتے ہیں۔ مگر وہ معذور ہیں۔ اس لئے کہ عربیت سے واقف نہیں۔ بدیں وجہ حضرت علیہ السلام پر اکتفا کرتے ہیں۔ مگر یہاں تو مولویت کا لمبا چوڑا طرہ لگائے پھرتے ہیں اور ہمہ من دیگرے نیست کی ڈینگیں مارتے ہیں۔ مگر مالک و مختار سید الابرار کونین کے سردار مدینہ کے تاجدار شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین کی تعظیم شان کیلئے ان کے پاس کوئی لفظ نہیں حالانکہ قرآن عظیم میں ہم کو حکم دیا گیا ہے وتعزروہ وتوقروہ سارا قرآن عظیم مدح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پُر ہے مگر افسوس ان لوگوں کے قلم ہمارے آقا اور مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اُس پر طرہ یہ کہ مولویت کی ڈینگیں مارنے والے جب اللہ اور اُس کے رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلال کو حرام قطعی کرنے والے ملاں کا نام لکھیں گے تو اس کے القاب و خطابات کو ختم کر دیں گے۔ اور محض عبث ورق سیاہ کریں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے القاب و خطابات تو در کنار ہمارے آقا کا پورا اسم گرامی مع پورا درود شریف لکھتے ہوئے بھی اُن کے دل میں درد ہوتا ہے رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے۔

"اعلیحضرت مفتی اعظم ملا محمد عبد العلیم صاحب حقانی مدظلہ العالی"

مسلمانو تم نے دیکھا ایک ملاں کا نام تو ڈیڑھ گز لمبا لکھا اور ہمارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو نقط حضرت علیہ السلام لکھکر قلم روک لیا۔

جن کے مذہب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی طرح کرنے کا حکم ہو۔ بلکہ اس میں بھی اختصار مطلوب ہو یعنی چھوٹے بھائی کی برابر تکریم کی جائے وہ کیا کریں اللہ تعالےٰ کا حکم مانیں یا اپنے امام الطائفہ کے مذہب پر چلیں۔ اللھم احفظنا من الضلالۃ واھدنا طریق الھدایۃ

الغرض مولف نے اشتہار اور رسالہ میں کسی جگہ بھی ہمارے آقا و مولا صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ اپنی عبارت میں تماما مفصلا جملہ مذکورہ نہیں لکھا۔ میں چیلنج دیتا ہوں کہ مولف یا اس کے حوارین میں سے کوئی شخص اگر اسکی اپنی عبارت میں صلی اللہ علیہ وسلم مفصلا تماما دکھادے تو اسکو مبلغ پچاس روپیہ بطور انعام احقر اپنی جیب خاص سے دیگا۔ کوئی ہو مرد میدان آئے۔ میرے دعوے کو توڑے اور پچاس روپیہ نقد انعام حاصل کرے۔ مگر میں پھر یہی کہوں گا ؎

نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار ان سے   یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

بہر حال مجھے یہ بتانا مقصود تھا کہ ان لوگوں کے دل میں مالک دوجہان صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی عظمت اس قدر ہے بلکہ اس سے زائد استخفاف ہے کہ توہین و تنقیص تک کرنے نہیں چوکتے جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔

رسالہ مذکورہ (باستثنائے الفاظ و معانی آیات و احادیث و اقوال علمائے مفسرین) من اولہا الی آخرہا خرافات و ہزلیات سے پر ہے بعض شبہات لاعلمی اور بد اعتقادی کی بنا پر پیش کئے ہیں جن کی تردید چنداں ضروری نہ تھی مگر صرف اس خیال سے کہ اگر انکی تردید نہ کی گئی تو مولف کہیں اور زیادہ مغرور نہ ہو جائے۔ اور اسکی جہالت مرکبہ اس قسم کے اقدام کے لئے آئندہ محرض و محرک نہ ہو جواب لکھتا ہوں۔

رسالہ مذکورہ چار امور پر مشتمل ہے۔ (۱) اظہار حق کا رد (۲) چند شبہات کا جواب (۳) سفید لباس کے دلائل

(۳) کتب شیعہ سے سیاہ لباس کی مذمت

تمام رسالے میں اول سے آخر تک اثبات مدعا پر کوئی دلیل قائم نہیں کی۔

جھگڑا اور تنازع تو اس امر میں ہے کہ سیاہ یا نیلا لباس بطور علامت یا شعار پہننا جائز ہے۔ یا نہیں۔ ہم جائز کہتے ہیں تم حرام قطعی کہتے ہو۔ اباحت اصلیہ ہے اور حرمت عارضیہ اسلئے تمہارا فرض ہے کہ دلیل حرمت پیش کرو۔ اور چونکہ تم نے حرمت قطعیہ کا دعوے کیا ہے۔ اسلئے نص قطعی پیش کرو۔ دلیل ظنی بھی قابل سماعت نہیں۔ مگر اس کے باوجود فریق مخالف نے آجتک نہ کوئی آیت پیش کی نہ حدیث نہ فقہ حنفی کا کوئی حوالہ دیا۔ زبانی رٹ ہے کہ لگائے چلے جا رہے ہیں۔ صرف ایک حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم جو ظنی ہونے کی وجہ سے حرمت قطعیہ کیلئے ہرگز مفید نہیں ہو سکتی پیش کی ہے علاوہ ازیں حدیث مذکور سے جو استدلال کیا ہے وہ بھی مفید مطلب نہیں جیسا کہ انشاءاللہ تعالے ابھی ابھی آپ پر واضح ہو جائے گا۔

قرآن عظیم کی کوئی آیتہ تو درکنار جب کوئی حدیث بھی نہ ملی تو منہ چھپانے کیلئے کتب شیعہ سے پناہ مانگی اور کتب شیعہ سے چند حوالے لکھ مارے۔ مگر اس سے فائدہ کیا ہوا۔ ہم نہ اُن کتابوں کو مانتے ہیں نہ ہمارے مذہب سے اُن کا کوئی تعلق پھر زبردستی ہمارے مقابلہ میں اُن کو پیش کرنا کھلی حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ ابن شیر خدا کی جوانمردی تو اس وقت معلوم ہوتی جب اہل سنت وجماعت کی حدیثوں سے سیاہ لباس کی مذمت ثابت کرتا۔

میں نے اپنے رسالہ السیف المسلول میں تیئس ۲۳ حدیثیں تحریر کیں اور بتا دیا کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک ان حدیثوں سے سیاہ لباس مباح بلکہ مستحب ثابت ہوتا ہے

اگر تمہارے دعوے میں کچھ بھی صداقت ہے تو ایک حدیث پیش کرو جس میں سیاہ لباس کی مذمت اور حرمت ہو۔ تمام مخالفین کو چیلنج دیتا ہوں اجمعوا شرکائکم ثم کیدون کو جمع کرو تمام مدارس اور سب مولوی سر جوڑ کر کتابیں دیکھیں اور ایک حدیث پیش کریں جس میں سیاہ لباس کو حرام کہا گیا ہو۔ کتب شیعہ سے استدلال تم جیسے نالائقوں کا کام ہے تمہارے نزدیک مسلم ہوں تو

شوق سے اُن پر عمل کرو۔ ہمارے نزدیک جب وہ مسلم ہی نہیں تو ان کے حوالے ہم پر کس طرح حجت ہو سکتے ہیں بلکہ کتب شیعہ سے مدد مانگنا تمہارے عجز صریح کی دلیل ہے جب کتب اہل سنت سے کوئی حوالہ مفید مطلب نہ ملا تب ہی تو خجالت کا منہ دھونے گئے اور شیعوں کی کتابوں سے استعانت کی بھولے بھالے مسلمانوں پر تمہاری یہ مکاریاں مخفی ہوں تو ہوں مگر اہل فہم حضرات تمہارے دجل و فریب کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

رہا سفید لباس تو اس کا جواز دلیل سے ثابت کرنے کی ضرورت اس وقت ہوتی جب بالمقابل کوئی منکر ہوتا۔ بتاؤ ہم نے کب انکار کیا۔ ہم نے کب کہا کہ سفید لباس کی اباحت یا استحباب کے ہم منکر ہیں۔ ہم نے تو اپنے رسالہ السیف المسلول میں صاف اور واضح طور پر لکھ دیا کہ سفید لباس مستحب ہے۔ درحقیقت یہ بھی تمہاری عیاری ہے جس کو ذرا مبین طور پر منکشف کرتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ خاکسار ابن شیر خدا اور اُن کے جملہ اعوان و انصار نے چاروں طرف ہاتھ پاؤں مارے مگر سیاہ اور نیلے رنگ کی حرمت یا مذمت پر نہ کوئی آیت ملی نہ حدیث نہ کوئی فقہ کا جزیہ ہاتھ آیا۔ بیچارے سخت مایوس ہوئے اب کیا کریں حیران ہیں حد درجہ پریشان ہیں۔ مصیبت کے وقت کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا کتب شیعہ سے پناہ مانگی مگر وہ بھی بے سود اس لئے کہ مقابلہ میں بنی ہے آخر مجبور ہو کر خیال آیا کہ پبلک کو دھوکہ دیں اور ایسا دعوےٰ پیش کریں کہ مطلب بر آئے یا نہ آئے مگر ناواقف سنیوں کے سامنے محدث اور مفسر تو بنے رہیں۔ یہ خیال آتے ہی بڑے زور شور سے جھٹ لکھ مارا ”ہمارے دعوےٰ پر احادیث رسول کی شہادت“ اس عنوان کے تحت تین حدیثیں سفید لباس کے متعلق لکھ ڈالیں۔ واہ رے مدعی کیا خوب دعوےٰ ہے سبحان اللہ کوئی اس مدعی سے دریافت کرے کہ اختلاف سیاہ و نیلی پوشی میں ہے ہم مجوز ہیں تم محرّم ہو ہمارا دعوےٰ سیاہ اور نیلے رنگ کے جواز کا تمہارا دعوےٰ ان دونوں کی حرمت کا ہے یہ سفید لباس پر تمہارا دعوےٰ کہاں سے پیدا ہو گیا۔ کسی نے انکار کیا تھا۔ خدا لگتی تو کہو کس نے کہا تھا کہ سفید لباس ناجائز ہے یہ دعوےٰ کس کے مقابلہ میں ہے یہ ہوائی باتیں کس سے کی جا رہی ہیں کچھ حواس درست ہیں یا نہیں ابھی سے ہیکڑی

بھول گئے کیا معاملہ ہے یہ بہکی بہکی باتیں بدحواسوں کی سی گفتگو کس بنا پر کچھ جواب تو دو سے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا　　آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

آگے چل کر اسی سفید لباس کے متعلق دو آیتیں لکھی ہیں اور جو کچھ استدلال کیا ہے سبحان اللہ تحقیق کے دریا بہا دیئے ہیں سنیئے کیا خوب استدلال ہے۔

ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ مسومین۔ ترجمہ۔ یہ ہے کہ مدد کرتا ہے تمہاری تمہارا رب پانچہزار فرشتوں کے ساتھ درانحالیکہ وہ علامت مقرر کرنے والے ہیں مسلمانوں غور کرو آیت میں کہیں کسی کپڑے یا لباس یا رنگ کا کوئی ذکر ہے جب آیتہ مبارکہ میں کسی کپڑے یا کسی رنگ کا ذکر تو در کنار کوئی دور کا تعلق بھی نہیں تو اس آیتہ سے سفید لباس پر استدلال مستدل کی حماقت پر دال ہے یا نہیں۔ رہا لفظ مسومین تو اس کے معنی صرف علامت مقرر کرنے والے کے ہیں جو عام ہے ہر علامت کو اور ظاہر ہے کہ کسی قسم کی تخصیص قرآن مجید میں موجود نہیں۔ پھر یہ استدلال اس آیت سے کس طرح درست ہوا۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آیتہ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر کے دن فرشتوں کے سفید عمامے بندھے تھے بس اس روایت کے ہوتے ہوئے استدلال مذکور درست ہوگا مگر افسوس کہ اب بھی مستدل کا مطلب بر نہ آیا۔ اسلئے کہ مولف مذکور اپنے قلم سے فرشتوں کی علامت کی تعیین باطل کر چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ صاحب جامع البیان کو مصرح اشیاء میں سے کسی ایک پر یقین نہیں۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ جب صاحب جامع البیان ایک جلیل القدر مفسر ہو کر کسی ایک رنگ کی تعین نہیں کر سکتا تو تم کو کیا حق ہے کہ تفسیر مفسرین کے خلاف تعیین کرو۔ اور تمام رنگوں میں سے کسی ایک مخصوص رنگ کو مراد لو تمہاری یہ تخصیص تمہارے اپنے قلم سے باطل ہو گئی۔ اگر کہا جائے کہ جامع البیان کی عبارت سے قطع نظر کر کے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے اور اس روایت میں سفید لباس متعین ہے تو اسکے دو جواب ہیں اول یہ کہ بفرض محال استدلال مذکور اگر صحیح بھی ہو تو استدلال بالحدیث ہوا نہ استدلال بالقرآن اور تم استدلال بالقرآن کے مدعی ہو جیسا کہ تم نے اپنے

رسالہ کے صفحہ سطر ۹ پر تصریح کی ہے۔

دوسرے یہ کہ جس طرح سفید عماموں کے متعلق مذکورہ بالا روایت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے اسی طرح ان ہی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بغیر شک کے یقینی طور پر سیاہ عماموں کا ہونا بھی مروی ہے۔ جیسا کہ عنقریب تمہارے سامنے وہ روایت معہ حوالہ کتاب آنیوالی ہے پس جس طرح پہلی روایت سے تم نے سفید لباس پر استدلال کیا اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی دوسری روایت سے ہم سیاہ لباس پر استدلال کر سکتے ہیں۔

ناظرین کرام کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ استدلال بالقرآن مولف کے نزدیک اسی طرح ہوا کرتا ہے دوسرا استدلال بالقرآن۔ مولف نے دوسری آیت بھی محض بے ربط لکھی ہے جسکا دعوے سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ استدلال کی حقیقت مضحکہ خیزی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

آیت یہ ہے یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ۔ ترجمہ۔ جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے۔

آیت مسطورہ میں قیامت کے دن کا ذکر ہے کہ قیامت کے دن جنتیوں کے چہرے سفید ہونگے اور دوزخیوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ نہ یہ دنیا کا معاملہ نہ یہاں لباس کا ذکر کسی رنگ کے کسی لباس کا کوئی بھی تعلق نہیں ناظرین کرام غور فرمائیں اس صورت میں آیت مبارکہ سے استدلال کیونکر درست ہو سکتا ہے مولف لکھتا ہے کہ سفید شکلیں اللہ کی رحمت کا مورد اور اللہ تعالیٰ کو نہایت منظور ہو
ہو اور پسندیدہ ہیں اور انکے مقابلہ میں سیاہ شکلیں نہایت مبغوض اور
اور ناپسندیدہ بلکہ علامت غضب جبار ہیں۔ بلفظہ صفحہ سطر دو۔ دتین اقول اگر یہ محبوبیت اور مبغوضیت عالم آخرت کی ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ آخرت کی سفیدی محبوب اور سیاہی مبغوض ہے تو اس سے دنیا کی سفیدی اور سیاہی کا محبوب و مبغوض ہونا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ عالم آخرت پر دنیا کا قیاس جائز نہیں کئی چیزیں ہیں جو آخرت میں محبوب اور دنیا میں مبغوض ہیں اور بالعکس پس معلوم ہوا مولف کے نزدیک آیت مبارکہ میں دنیا کی سفیدی اور سیاہی کی محبوبیت اور مبغوضیت مراد ہے اسلئے کہ اختلاف دنیا کی سیاہی میں ہے ہم کہتے ہیں محبوب تم کہتے ہو مبغوض پس جب تک اسی دنیا کی سیاہی کی مبغوضیت

ثابت نہ کی جائے ہمارا دعوے باطل نہیں ہوتا۔ اور مولف ہمارے دعوے کے باطل کرنے کے درپے ہے۔ پس ثابت ہوگیا کہ آیت مبارکہ سے مولف نے دنیا کی سفیدی کو محبوب اور اسی دنیا کی سیاہی کو مبغوض ثابت کرنا چاہا ہے اور یہ فعل منجر الی الکفر ہے۔

اولاً اس لئے کہ آیت مبارکہ میں سراسر تحریف کی قرآن مجید کے الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ یہاں یوم کا لفظ موجود ہے جو خاص یوم قیامت ہے۔ پس یوم قیامت کی تصریح ہوتے ہوئے دنیا کا مراد لینا صریح تحریف ہے۔

ثانیاً اسلئے کہ سفید شکلوں کو مولف نے مورد رحمت الہی بنایا اور سیاہ شکلوں کو علامت غضب جبار ٹھہرایا یہ بھی منجر الی الکفر ہے۔

اسلئے کہ جب سفید شکلیں مورد رحمت الہی اور پسندیدہ حضرت حق جل وعلا ہوئیں تو لازم آیا کہ تمام یورپین عیسائی پارسی اور غیر مسلم اقوام جو سفید رنگ والی ہوتی ہیں سب مورد رحمت الہی ہوں اسطرح وہ تمام کفا اللہ کے محبوب اور پسندیدہ ہوئے نعوذ باللہ من ذالک یہ صریح کفر ہے۔

ثالثاً اسلئے کہ اکثر مومنین متقین سیاہ فام بھی ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین بھی سیاہ فام تھے۔ مثلاً حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالے عنہ

پس مولف ناہنجار کے نزدیک نعوذ باللہ من ذالک صحابہ کرام اور مومنین متقین سیاہ فام مغضوب ہوئے ان کی شکلیں علامت غضب جبار ہوئیں استغفر اللہ ثم استغفر اللہ مسلمانو اس خباثت کو تم نے دیکھا۔ کسی آریہ عیسائی غیر مسلم سے اپنے سلف کی ایسی توہین تم نے سنی ہے۔ سچ کہنا آجتک کسی شیعہ کی زبانی ایسے ناپاک کلمات تمہارے کانوں میں آئے ہیں مولف تو مجھے شیعہ بناتا تھا۔ انصاف سے کہنا شیعہ کون ہے اور یہ ناپاک عبارت لکھ کر وہ خود کون ہوا۔

میں نے جواب سے رسالہ السیف المسلول میں لکھا تھا کہ مسلمانو ایسے لوگوں سے بہت جلد اپنا دامن پاک کرو ورنہ عنقریب تم بھی اُن کی نجاست میں ملوث ہو کر ناپاک اور نجس ہو جاؤ گے۔ کیا میں نے کچھ غلط لکھا تھا۔ اس سے بڑھ کر اور بھی کچھ نجاست ہوگی۔

یہ ہے حقیقت مولف کے استدلال بالقرآن کی اس طائفہ کے یہاں اسی طرح استدلال بالقرآن ہوتا ہے۔

اب یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اظہار حق کے متعلق مولف نے جو کچھ لکھا ہے وہ اُس کی جہالت اور بدعقیدگی کا ثمرہ ہے۔ اُسکی اتنی سمجھ کہاں کہ وہ قرآن و حدیث کا مطلب سمجھ سکے وہ تو میرے اظہار حق اور السیف المسلول کا مطلب کبھی نہ سمجھ سکا ورنہ اوراق سیاہ کرنے کی زحمت گوارا نہ کرتا۔

قولہ شک یقین کا فائدہ نہیں دے سکتا۔ اور صاحب جامع البیان نے پورے پانچ دفعہ او کلمہ شک استعمال کر کے فرشتوں کے عمائم میں شک کیا ہے۔ الخ اقول دروغ گورا حافظہ نباشد جب صاحب جامع البیان نے فرشتوں کے عمائم میں شک کیا ہے اور یہ شک عند الخصم مسلم ہے اور یہ بھی مسلم کہ شک یقین کا فائدہ نہیں دیتا پس مولف بتائے کہ اس نے سفید عماموں کو بالیقین کیونکر متعین کیا۔ فما جوابکم فہو جوابنا اگر حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی روایت کی بنا پر متعین کیا تو ہم نے بھی اُن ہی حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی روایت کی بنا پر متعین کیا جو عنقریب آنیوالی ہے۔

علاوہ ازیں یہ کہ مولف بتائے کہ ہم نے کب کہا کہ شک یقین کا فائدہ دیتا ہے ہماری کس تحریر میں یہ دعوے ہے جب ہم نے ایک دعوی کیا ہی نہیں تو ہم پر الزام کیا۔ رہا یہ امر کہ صاحب تفسیر جامع البیان نے پانچ مرتبہ کلمہ او لاکر شک کیا ہے تو اس شک کو ہمارے دعوے کے خلاف سمجھنا مولف اور اُس کے حواریین کی صریح حماقت و جہالت ہے۔

ہمارے بیان کا خلاصہ تو صرف اس قدر ہے کہ مفسرین و محدثین کے مصرح الوان میں سیاہ رنگ بھی شامل ہے اور ظاہر ہے کہ امور ستہ میں سے ایک امر بلا تعیین و تخصیص ملائکہ کے لئے ثابت ہے اس صورت میں ضروری ہے کہ امور ستہ جائز و مباح ہوں یعنی چھ چیزوں میں سے ایک غیر معین چیز فرشتوں کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔ سفید صوف کی علامت[1] سرخ اون کی علامت[2]۔ سفید عماموں کی علامت[3]۔ سیاہ عماموں کی علامت[4]۔ زرد عماموں کی علامت[5] قتال کی علامت[6] ان چھ علامتوں میں سے ایک غیر معین علامت فرشتوں کے لئے ثابت ہے

چونکہ ثابت شدہ علامت غیر معین ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ تمام مذکورہ علامتیں جائز ہوں اگر ایک بھی ناجائز ہوئی تو فرشتوں کی طرف مقام مدح میں ایک ناجائز علامت کی نسبت یا اس کا احتمال لازم آئے گا۔ اور فرشتے بالاجماع معصوم ہیں ان کی طرف کسی ناجائز یا حرام کام کی نسبت یا اسکا احتمال یقیناً باطل ہے ورنہ ان کی عصمت باطل ہو گی اور فرشتوں کی عصمت کا باطل ہونا خود باطل ہے لہذا مذکورہ چھ علامتوں کا یا اُن میں سے کسی ایک کا ناجائز اور حرام ہونا بھی باطل ہوا۔ اور چونکہ سیاہ لباس سے علامت مقرر کرنا اُن چھ علامتوں میں داخل ہے لہذا سب کے ساتھ شامل ہو کر اُسکا بھی ناجائز یا حرام ہونا باطل اور جائز و مباح ہونا حق ہوا وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

علاوہ ازیں عصمت ملائکہ سے تھوڑی دیر کیلئے اگر چشم پوشی بھی کر لی جائے تب بھی امور ستہ کا جائز ہونا ضروری اور لابدی ہے اس لئے کہ مسومین مقام مدح میں واقع ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ ناجائز یا حرام علامت ہرگز موجب مدح نہیں ہو سکتی بلکہ باعث مذمت ہے پس یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ علامتہائے مذکورہ تمامہا جائز و مباح ہیں وللہ الحمد

اہل فہم پر یہ امر بخوبی روشن ہو گیا ہو گا بلکہ ہر عقلمند اپنی مادری زبان اور روزمرہ کے محاورات میں اس قسم کی صدہا مثالیں اخذ کر سکتا ہے۔

یہی مطلب تھا میری سابقہ تحریر کردہ عبارت کا جو اظہار حق میں شائع ہوئی تھی کہ جملہ عبارات کو ملا کر صاف نتیجہ نکل آتا ہے کہ سرخ۔ سفید۔ زرد۔ سیاہ سب رنگوں سے علامت مقرر کرنا جائز ہے جس کو مولف اور اس کے حوارین آجتک نہ سمجھ سکے۔

آگے چل کر مولف نے سخت دریدہ دہنی سے کام لیا ہے۔ کہتا ہے باقی رہی تفسیر مدارک تو اس پر حنفی نما صاحب نے دوش کا پورا سیاہ جھوٹ اور بہتان تراشا ہے اقول تعصب کا بُرا ہو جو انسان کو آنکھوں سے اندھا اور کانوں سے بہرا بلکہ عقل شریف ہی سے خارج کر دیتا ہے۔ میں نے حاشیہ جلالین سے عبارت نقل کی تھی اور اظہار حق میں حاشیہ جلالین ہی کا حوالہ دیا تھا۔ جلالین معہ اُس عبارت کے میرے پاس موجود ہے جو شخص جس وقت دیکھنا چاہے آ کر دیکھ سکتا ہے مدارک میں

ہونے نہ ہونے کا میں ذمہ دار نہیں اسلئے کہ میں نے اس نقل ہی نہیں کی البتہ جاہل مولف اور اس کے حواریین کو محشی کی نقل کا ماخذ بتاتا ہوں جس کو وہ فرض المحال کہکر اپنی جہالت مرکبہ کا ثبوت دے رہا ہے وہو ہٰذا ودروی بن مردویہ من حدیث عبد القدوس ابن حبیب عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ مسومین ای معلمین وکانت سیماء الملائکۃ یوم بدر عمائم سود ویوم احد عمائم حمر انتھیٰ عینی شرح صحیح بخاری جلد ۸ من مطبوعہ استنبول (ایضاً مطبوعہ مصر منیریہ جلد ۱۷ صـ۱۵۰)

ترجمہ اور روایت کیا ابن مردویہ نے حدیث عبد القدوس ابن حبیب سے وہ عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں۔ وہ سید المفسرین حبر ہذہ الامۃ سیدنا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ سرکار دو عالم رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے قول مسومین کے معنی معلمین بیان فرمائے۔ یعنی مسومین کے معنی علامت مقرر کرنے والے کے ہیں اور فرشتوں کی علامت بدر کے دن سیاہ عمامے تھے اور احد کے دن سرخ عمامے تھے۔

اور قسطلانی میں ہے وعند بن مردویہ مرفوعاً کانت سیماء الملائکۃ یوم بدر عمائم سود ویوم احد عمائم حمر قسطلانی مطبوعہ استنبول جلد ۷ صـ۲۷۳

ترجمہ اور ابن مردویہ کے نزدیک مرفوعاً مروی ہے کہ بدر کے دن فرشتوں کی علامت سیاہ رنگ کے عمامے تھے اور اُحد کے دن سرخ رنگ کے عمامے تھے۔ اور تفسیر ابن کثیر میں تحت آیت مسومین ہے وروی ابن مردویہ من حدیث ابن عبد القدوس بن حبیب عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ مسومین قال معلمین وکان سیماء الملائکۃ یوم بدر عمائم سود ویوم حنین عمائم حمر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان جلد دوم صـ۲۷۹ مطبوعہ مصر (ترجمہ سابقاً تحریر کر دیا گیا۔)

اب تو خاکسار ابن شیر خدا مذہباً حنفی مسلکاً چشتی کی آنکھیں کھل گئی ہونگی حواریین بھی حواس باختہ

ہو گئے ہوں گے کیا عجب جو سکتہ کا عالم طاری ہو گیا ہو۔

اب تو مرفوع حدیث سے بدر کے دن فرشتوں کے عماموں کا سیاہ ہونا بغیر کلمۂ او۔ اور بلا شک و شبہ ثابت ہو گیا اور روایت بھی کنگی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جن کے نام پر پھولے نہ سماتے تھے۔ اور ڈینگ مارتے تھے کہ کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کے مقابلہ میں بعد کے کسی ابن[۱] مردویہ وغیرہ کا قول پیش کر سکے۔ یا جامع البیان کی عبارت تشکیکی کو پیش کر کے اپنی مطلب برآری کر سکے اور خلق اللہ کو دھوکہ میں ڈال سکے الخ رسالہ مردودہ صفحہ ۲ سطر ۱۹ و ۲۰ و ۲۱) عبارت کیا ہے اچھی خاصی جہالت ہے۔

مولف سے کوئی دریافت کرے کہ ابن مردویہ کا کوئی قول کسی نے پیش کیا تھا جو اس کی تردید کی جا رہی ہے ابھی آپ کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ جنگ بدر کے دن فرشتوں کے عماموں کا سیاہ ہونا ابن مردویہ کا اپنا قول نہیں بلکہ وہ مرفوع حدیث ہے اور حدیث بھی سید المفسرین حبر هذه الامة سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو اجلۂ صحابہ میں ہیں۔ جیسا کہ ہم عینی اور قسطلانی اور ابن کثیر کے حوالہ سے اسکی پوری عبارت نقل کر آئے ہیں۔

رہا تفسیر جامع البیان میں او کلمۂ شک کا ہونا تو وہ ہمارے لئے ہرگز ہرگز مضر نہیں جیسا کہ ہم نے سابقاً نہایت وضاحت سے اس امر کو ثابت کر دیا ہے اور مولف کی جہالت پر نہایت روشن مہر لگا دی ہے۔ اب ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو کہ تم نے حدیث مرفوع کو ابن مردویہ کا قول کہکر رد کر دیا۔ اس سے بڑھ کر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے۔ اب بھی اپنی جہالت کا اقرار کرو گے یا نہیں سچ کہنا خلق اللہ کو کس نے دھوکا دیا۔

الحاصل ابن کثیر اور عینی اور قسطلانی کی منقولہ حدیث سے مولف اور اسکے جملہ انصار و اعوان کا دجل و فریب ظاہر ہو گیا۔ اور ان کے شکی جواب کا پول بھی کھل گیا اسلئے کہ حدیث منقولہ میں بغیر کلمہ او کے بلا شک و شبہ جنگ بدر میں فرشتوں کے سیاہ عماموں کی علامت کا ثبوت موجود ہے اور تاویل کا بھی احتمال نہیں اب فریق مخالف کی جہالت اظہر من الشمس ہو گئی اور اچھی طرح واضح ہو گیا

[۱] ابن مردویہ جنکی توہین جاہل مولف نے کی ہے ان کی جلالت شان شذرات الذهب فی اخبار من ذهب جلد ۳ صفحہ ۱۹۰ پر دیکھو ۱۲

بقیہ

کہ ان لوگوں کا مقصد بجز اس کے کہ مسلمانوں کو گمراہ کریں اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی ضلالت سے محفوظ و مامون رکھے آمین ثم آمین

قولہ احمد سعید کے خلاف تفاسیر کی گواہی الخ اقول وباللہ التوفیق جوبات ہے خدا کی قسم لاجواب ہے۔ موٴلف بتائے کہ کیا کسی شئی کا عدم ذکر اسکے عدم وجود کو مستلزم ہے صدہا وہ مسائل جو قرآن مجید میں بالتفصیل مذکور نہیں اور احادیث میں مسطور ہیں مثلاً تعداد رکعات مقادیر زکوٰۃ تو کیا اس عدم ذکر فی القرآن کی بنا پر قرآن مجید حدیث کے خلاف ہوگا یا ان مسائل غیر مذکورہ فی القرآن و مسطورہ فی الحدیث کا عدم وجود لازم آئے گا۔ ہزارہا وہ مسائل جو تفسیر کبیر میں مذکور ہیں اور دیگر تفاسیر میں کیا نہیں تو کیا مولف کے قاعدہ کی بنا پر وہ مسائل قابل تردید ہوں گے کیا اسی عدم ذکر کا نام مخالفت ہے۔ مولف اور اس کے حواریین اعوان و انصار کو اتنا معلوم نہیں کہ کسی شے کا مذکور نہ ہونا اس کے موجود ہونے کے منافی نہیں اور عدم ذکر شے وجود شے کے مخالف نہیں ہوتا۔ مخالفت اس وقت ہوتی ہے جب وجود کے بالمقابل عدم وجود ہو یا جواز کے بالمقابل عدم جواز ہو اب مولف اور اس کے جملہ شرکاء و شہداء کو عام چیلنج دیتا ہوں کہ جن تفاسیر کو تم نے میرے مخالف ٹھیرایا ہے ان میں سے کسی ایک میں سیاہ لباس سے علامت مقرر کرنے کا عدم جواز دکھاؤ اور ثابت کرو کہ تفاسیر مذکورہ میں سے کسی ایک تفسیر میں لکھا ہے کہ علامت بالسواد حرام قطعی ہے۔ اگر تم ثابت نہ کرسکو اور یقیناً نہ کرسکو گے تو تمہارے کذب و افترا میں کیا شک رہ جائیگا جواز کے منافی عدم جواز ہے نہ عدم ذکر پس جب تک تفاسیر مذکورہ سے عدم جواز ثابت نہ کیا جائے میرے خلاف انکی گواہی متصور کرنا جہالت محضہ کا ثبوت دینا ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔ اس کا جواب دیا ہے کہ آپ نے بطور شعار و علامت نہیں پہنا ہوا تھا بلکہ ضرورت وقتی کیلئے ایسا کیا تھا الخ جواب کیا ہے مولف کی بدحواسی ہے۔ شعار و علامت کے متعلق تو انشاء اللہ العظیم آگے چل کر ہم محققانہ بحث کرینگے۔ سردست یہ بتاتے ہیں کہ ضرورت وقتی کی قید لگانا چونکہ محض

بلا دلیل ہے اسلئے ہرگز قابل قبول نہیں اور قابل قبول کس طرح ہو جبکہ فقہاء کرام اس حدیث سے
بعض سواد کو مستحب ثابت کرتے ہیں اور بغیر قید ضرورت وتقیہ وغیرہا کے سیاہ لباس پہننے کو درست
مستحب نہیں بلکہ مسنون قرار دیتے ہیں۔ پس فقہائے احناف کے خلاف ایک نا اہل شخص کی فضول
اور لغویات کس طرح قابل سماعت ہو سکتی ہے۔

قولہ لہٰذا اس سے دلیل پکڑنا کھلی ہوئی حماقت ہوگی۔ اقول یہ خبر نہیں کس کی حماقت ہوگی
آؤ میں بتاؤں۔ اس حدیث سے فقہاء احناف نے دلیل پکڑی ہے جیسا کہ آگے مفصلاً بیان کیا جائیگا
ناظرین کرام غور فرمائیں کہ مؤلف نے کس کو احمق کہا جب اس سے دلیل پکڑنے والے
فقہائے احناف ہیں تو نعوذ باللہ وہی احمق ہوئے۔ افسوس دعوے حنفیت کا اور فقہائے احناف
کی تذلیل تف ہے ایسی حنفیت پر۔ یہ لوگ درحقیقت نجدی ہیں حنفیت کی آڑ میں مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں

قولہ شبہ دوم حضرت علیہ السلام پر ایک دفعہ سیاہ چادر رکھی گئی جواب اسکا یہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف
صـ ۲۳۶ پر ہے کہ حضرت علیہ السلام نے اتار کر پھینک دی۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ سیاہ لباس سے
آپ کو نفرت تھی نہ محبت الخ اقول وباللہ التوفیق ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کس جرأت سے
اپنی بے باکی اور حق پوشی کا ثبوت دیا ہے۔ اگر آپ کو نفرت تھی تو پہنا ہی کیوں تھا۔ نفرت کی
تردید تو خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے پہننے سے ہوگئی رہا یہ امر کہ آپ نے اس کو اتار دیا
تو یہ اتارنا اسلئے نہیں تھا کہ آپ کو سیاہ لباس سے نفرت تھی۔ جس حدیث میں اتارنے کا ذکر ہے
اس میں اُتارنے سے پہلے اُسکی وجہ بھی مذکور ہے جس کو مؤلف نے اسلئے ذکر نہیں کیا کہ حق
ظاہر ہو جائیگا۔ سنو وہ حدیث میں اپنے رسالہ السیف المسلول میں بھی تمامہا معہ ترجمہ وحوالہ کتاب
وصفحہ لکھ چکا ہوں حدیث یہ ہے۔

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت صنعت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
بردۃ سوداء فلبسہا فلما عرق فیہا وجد ریح الصوف فقذفہا رواہ ابوداؤد۔
ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی وآلہ واصحابہ وسلم کے واسطے ایک سیاہ چادر بنائی پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پہن لیا پھر جب اس میں پسینہ آیا تو آپ نے اس چادر میں صوف کی بو پائی اسلئے اسکو اتار دیا۔

حدیث مبارک میں اتارنے کی وجہ صاف اور صریح لفظوں میں موجود ہے کہ صوف کی بو کی وجہ سے اُسکو اتارا نہ سیاہ رنگ کی وجہ سے۔

عقل کے اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ چادر کا سیاہ رنگ تو پہننے سے پہلے بھی موجود تھا پہننے کے بعد تو سیاہی نہیں آگئی تھی پس اگر سیاہی کی وجہ سے اُتاری تو پہنی ہی کیوں تھی۔

حدیث میں صراحۃً موجود ہے کہ پسینہ آنے کی وجہ سے صوف میں جب بو آئی تو آپ نے اس کو اتار ڈالا مگر مولف کی ڈھٹائی اور بے حیائی سے خدا محفوظ رکھے کہ دیدہ ودانستہ حدیث پاک میں تحریف کر رہا ہے سچ ہے اذا لم تستحیی فاصنع ما شئت (حدیث)

قولہ جزیہ ویستحب السواد سے دلیل پکڑنا بھی غلط ہے کیونکہ یہ میل خورہ ہونے کی صورت پر محمول ہے یعنی جب میل خورہ کپڑا اس سے زیادہ نہ ملے تو یہی پہنے اقول وباللہ التوفیق۔ مولف اور اس کے معاونین کی بے مائگی پر رحم آتا ہے۔ جزیہ مذکورہ کا پہلا لفظ ہی مولف کی تردید کر رہا ہے یعنی کلمہ یستحب سے مولف کی ساری دماغ سوزی رائگاں ہو گئی اور وہ اس طرح کہ جزیہ مذکورہ کا حمل جب میل خورہ ہونے کی صورت پر ہوا تو پھر استحباب کہاں رہا ایسی معمولی مجبوری کے وقت جب کسی مذموم چیز کے استعمال کرنے کی اجازت دی جاتی ہے تو وہ اباحت کے درجہ سے آگے نہیں بڑھتی جیسا کہ الضرورات تبیح المحظورات سے واضح ہے پس اگر میل خورہ پر محمول ہوتا تو یجوز لبس السواد ہونا چاہیئے تھا۔ علاوہ ازیں اگر امر واقعی اسی طرح تھا تو یستحب السواد کے ساتھ میل خورہ ہونے کی قید ضروری تھی۔ مگر فقہ کی کسی کتاب میں جزیہ مذکورہ کے ساتھ یہ قید نہیں پائی جاتی پس اچھی طرح واضح ہو گیا کہ یہ قید مولف کی اپنی من گھڑت ہے اگر سچا تھا تو قید مذکورہ کو بحوالہ کتاب ثابت کرتا۔

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ میل خورہ ہونا نظافت و پاکیزگی کے خلاف ہے اور قرآن و حدیث میں انتہائی نظافت و پاکیزگی کا حکم آیا ہے پس وہ کپڑا جو میل خورہ ہو چونکہ نظافت کے خلاف ہے اسلئے ان احادیث کے ہوتے ہوئے میل خورہ کے لئے اسکا پہننا مستحب کیا بلکہ مکروہ ہوگا پس میل خورہ ہونے کی صورت میں استحباب کسی طرح آہی نہیں سکتا۔

اس تحقیق سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ سیاہ کپڑے کا استحباب میل خورہ ہونے کی صورت میں ہرگز نہیں اسکا استحباب اس لئے ہے کہ وہ سرکار اقدس کا پہنا ہوا ہے بنی عباس کا شعار ہے۔ بلکہ پہلے زمانہ کے مسلمانوں کی مخصوص علامتوں میں داخل تھا جیسا کہ آئندہ شامی کی عبارت سے ثابت کیا جائیگا۔ ناظرین کرام پر مولف کا دجل و فریب بخوبی واضح ہو گیا ہوگا۔ وللہ الحمد

اس کے بعد مولف نے بعض فرضی شبہات لکھ کر یوں ہی اوراق سیاہ کئے ہیں اور مجنونوں کی طرح ہوائی باتیں اڑائی ہیں وہ لغو شبہات نہ ہماری طرف سے پیش کئے گئے نہ ہمیں اس خرافات میں پڑنے کی ضرورت۔

اب مولف اور اس کے مفتی کی مایۂ ناز دلیل کا تار و پود کبیت العنکبوت بکھیرتا ہوں۔

قولہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ احمد وابوداؤد یعنی حضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بھی کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ اسی قوم سے ہے الخ اقول وباللہ التوفیق حدیث پاک مسلم تشبہ باھل الکفر والفسق کا ناجائز ہونا بھی مسلم لیکن سیاہ یا نیلا لباس بطور علامت وشعار پہننے میں تشبہ بالروافض کا لزوم ہرگز مسلم نہیں ہم اس مسئلہ کو اجمالاً اور تفصیلاً دونوں طریق پر بیان کرتے ہیں۔ تاکہ ارباب عقول اور عوام الناس اپنے اپنے مراتب کے موافق بیان مذکور کو بخوبی سمجھ لیں۔ تشبہ مذکور میں متشبہ کی نیت اور قصد کو دخل ہے یا محض مشابہت صوری موجب حرمت ہے۔ برتقدیر اول ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم سیاہ یا نیلا لباس پہنتے وقت کسی کافر یا فاسق کی مشابہت کا قصد نہیں کرتے پس لزوم تشبہ باطل ہوا۔ برتقدیر ثانی ہم کہیں گے کہ لباس

مذکور خواہ میل خوردہ ہونے کی صورت پر محمول ہو یا کسی دوسری غرض سے متعلق ہو اس کا پہننا بہرحال ناجائز ہوگا۔ اسلئے کہ مشابہت صوری موجب حرمت بہرحال متحقق ہے فما جوابکم فہو جوابنا۔

قولہ، اس حدیث نے تو بالکل فیصلہ کردیا کہ اول زمانہ میں بفرض محال اگر وجہ جواز نکل بھی سکے تو اب بالکل نہیں نکل سکتی کیونکہ اس زمانہ میں سیاہ وغیرہ لباس اہل بدعت و کفر و روافض اور یہود کا شعار اور علامت ہوچکا ہے لہذا اب تو جو بھی سیاہ لباس بطور علامت اور شعار اختیار کریگا یقیناً قوم روافض اور یہود سے قرار پائیگا۔ الخ اقول مولف ناہنجار نے اس مقام پر بہت لغزش کھائی ہے وہ اپنے ہزلیات و اباطیل کے اثبات کی لغو اور ناکام کوشش میں ایسا مخبوط الحواس ہوگیا کہ جو کچھ دہن شریف میں آتا ہے بلاتامل کہہ جاتا ہے یہ نہیں سمجھتا کہ اسکا انجام کیا ہوگا۔

کہتا ہے کہ اول زمانہ میں بالفرض محال اگر وجہ جواز نکل بھی سکتی تو اب بالکل نہیں نکل سکتی

یعنی اب سے پہلے زمانہ میں بھی سیاہ لباس نعوذ باللہ منہا ناجائز اور حرام تھا تو آقائے نامدار تاجدار مدینہ جناب رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا بنفس نفیس سیاہ لباس پہننا صحابہ کو پہنانا صحابہ اور تابعین کا پہننا۔ بنی عباس کا اس کو اپنا شعار بنانا زمانہ سابقہ میں اسی سیاہ لباس کا مسلمانوں کی مخصوص علامت ہونا یہ سب کچھ بالغرض محال کے ماتحت حرام اور ناجائز ہوا۔

اب ایک ایک بات کو دلیل سے ثابت کرتا ہوں۔

(۱) سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا خود سیاہ لباس پہننا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپؐ کیلئے سیاہ چادر بنائی آپؐ نے اسکو پہنا پھر جب پسینہ آیا تو صوف کی بو پائی اس وجہ سے اسکو اتار دیا۔ منقول از مشکوٰۃ صـ ۳۷۶ مطبوعہ بمبئی

ایک مرتبہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لائے تو آپؐ پر سیاہ چادر تھی مسلم جلد ۲ صـ ۱۹۲

(۲) صحابہ کا سیاہ لباس پہننا۔

سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام خالدؓ کو سیاہ چادر پہنائی بخاری شریف جلد رابع مصری صـ ۲۳

سیدنا حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام نے ایک دن خطبہ فرمایا درانحالیکہ سر سے پاؤں تک تمام لباس آپکا سیاہ تھا ثلج الفواد فی احادیث لبس السواد جلال الدین السیوطیؒ مطبوعہ مطبع محمدی پریس لاہور صـ۳ یہ حدیثیں اور ان کے علاوہ دیگر احادیث جو کل تئیس ہیں اس سے دو ماہ قبل اپنے رسالہ السیف المسلول میں معہ اصل عبارت و ترجمہ و حوالہ جات تحریر کرچکا ہوں

(۲)، سیاہ لباس کو بنی عباس کا شعار بنانا۔

ویستحب الابیض وکذا الاسود لانہ شعار بنی العباس الخ شامی جلد پنجم صـ۲۰۷ مطبوعہ استنبول

یہ عبارت بھی السیف المسلول میں شائع ہوچکی ہے جس سے ثابت ہے کہ سیاہ لباس بنی عباس کا شعار ہے (۳) اول زمانہ میں سیاہ لباس کا مسلمانوں کی علامت ہونا۔

کما فی النھر عن البدائع وفیھا ان علامۃ المسلمین اربعۃ الختان والخضاب ولبس السواد وحلق العانۃ اھ قلت فی زماننا لبس السواد لم یبق علامۃ للمسلمین انتھی شامی جلد اول باب صلوٰۃ الجنائز صـ۸۰۵ مطبوعہ استنبول

ترجمہ جس طرح نہر میں بدائع سے منقول ہے اور اسمیں یہ ہے کہ علامت مسلمانوں کی چار چیزیں ہیں ختنہ کرنا خضاب کرنا۔ سیاہ لباس پہننا اور موئے زہار صاف کرنا۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے زمانہ میں سیاہ لباس مسلمانوں کی علامت باقی نہیں رہا اسلئے کہ اکثر بلاد و امصار میں دوسری قومیں بھی یہ لباس پہننے لگی ہیں۔

عبارت منقولہ سے معلوم ہوا کہ سیاہ لباس اول زمانہ میں مسلمانوں کی مخصوص علامت تھا اگرچہ فی زمانہ وہ خصوصیت نہیں رہی لہٰذا اول زمانہ میں بھی اس لباس کے جواز کو فرض محال کہنا کس قدر نادانی اور جہالت کی دلیل ہے معلوم ہوتا ہے کہ مولف اور اسکے شرکا دو شہداء اعوان و انصار سب کے سب علوم شرعیہ سے کلیتہ بے بہرہ اور ناواقف ہیں عبارت منقولہ سے یہ امر نہایت واضح ہوگیا کہ سیاہ لباس گذشتہ زمانہ میں عامۃ المسلمین کی مخصوص علامت تھا اور مسلمانوں کی جلیل القدر قوم بنی عباس کا اب تک شعار ہے چنانچہ بلاد اسلامیہ میں جہاں بنی عباس آباد ہیں وہاں اکثر و بیشتر بنی عباس

اپنے آبائی اور جدی شعار کے مطابق سیاہ پوش ملیں گے یہ علامت و شعار مذہبی نہیں بلکہ صرف قومی ہے۔

سیاہ لباس کو مذہبی علامت یا شعار قرار دینا ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہے بلکہ صرف قومی نشان کے طور پر پہننے میں نزاع ہے اس سے قبل ہم نے جو علامت و شعار یا امتیازی نشان کے الفاظ لکھے ہیں۔ ان سے مذہبی علامت و شعار ہرگز مراد نہیں اور یہ ظاہر ہے اسلئے کہ جھگڑا اس بات پر شروع ہوا کہ اتحاد ملت کے افراد کا نیلا لباس اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں۔ تم نے حرام قطعی کہا ہم نے جائز و مباح قرار دیا اور ہر شخص کو معلوم ہے کہ اتحاد ملت والوں نے نیلے لباس کو اپنی مذہبی علامت مقرر نہیں کیا نہ ماتمی علامت کے طور پر پہنا بلکہ اپنا جماعتی نشان مقرر کیا ہے۔

اب دنیا بھر کے علمائے کرام سے استفتاء کرو کہ اتحاد ملت کا یہ جماعتی نشان جائز ہے یا حرام قطعی کچھ ہوش سنبھالو کیوں خلق خدا کو گمراہ کر رہے ہو خدا کے خوف سے ڈرو اور اللہ کے حلال کو حرام نہ کرو۔

الغرض سیاہ یا نیلے لباس کو ماتمی یا مذہبی نشان کے طور پر نہیں بلکہ جماعتی اور قومی علامت و شعار کے طور پر پہننا کس طرح حرام ہو سکتا ہے جبکہ زمانہ سابقہ میں لباس مذکور عامۃ المسلمین کی مخصوص علامت رہ چکا ہے اور بنی عباس کا قومی و جماعتی شعار ہے۔ پس ایسی واضح اور مبین صورت میں لباس مذکور کو خواہ مخواہ دوزخیوں اور جہنمیوں کا لباس قرار دینا اور اس قسم کی دوسری خرافات بکنا اور تشبہ بالروافض کا الزام لگانا صریح بے ایمانی مکاری دغا بازی نہیں تو اور کیا ہے۔

عبارات سابقہ سے یہ امر تو بخوبی روشن ہو گیا کہ سیاہ لباس بنی عباس کا شعار ہے اور شعار بھی کیا ماتمی نہیں مذہبی نہیں بلکہ جماعتی اور قومی شعار ہے۔ اور ہم بھی اس لباس کو اسی جماعتی شعار اور قومی علامت کیلئے جائز قرار دیتے ہیں اور اتحاد ملت کے افراد بھی مذکورہ علامت و شعار کے طریق پر نیلا لباس پہنتے ہیں۔

اب حدیث من تشبہ بقوم پڑھو تو تمہاری تقریر کی بنا پر صاف نتیجہ نکل آیا کہ سیاہ لباس جماعتی نشان کے طور پر پہننا چونکہ بنی عباس کا شعار ہے لہذا جو شخص بھی لباس مذکور کو شعار مذکور کے طریق پر پہنے گا وہ بنی عباس کا ہمراہی قرار پائے گا تو تمہاری ہی پیش کردہ دلیل بعینہ ہمارے دعوے کی

مثبت نکلی اور اسی دلیل نے نہایت واضح طور پر ہمارے دعوے کو ثابت کر دیا۔

اب دوسرا پہلو دیکھو۔ سیاہ لباس ماتمی علامت کے طور پر پہننا روافض کا شعار ہے تو جو شخص لباس مذکور کو علامت مذکور کے طریق پر پہنے گا یقیناً روافض کا ہمراہی اور رفیق شمار کیا جائیگا مسلمانو تم نے دیکھا حدیث کا مطلب کس قدر صاف اور واضح ہے مگر خواہ مخواہ اسکو مجملاً بیان کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنا اس قوم کا مخصوص شعار ہے۔ اور اگر موٴلف اور اس کے مفتی اور اعوان و انصار کے نزدیک مذہبی اور جماعتی علامت میں کوئی فرق نہیں۔ نیز ماتمی علامت اور قومی شعار میں کوئی امتیاز نہیں اور بلا قید و تفریق فی نفسہ علامت و شعار کے طور پر لباس مذکور کا پہننا حرام قطعی ہے تو پھر بھی حدیث تشبہ سے اُسکی حرمت پر استدلال حماقت و جہالت ہے۔ اس لئے کہ لباس مذکور جس طرح روافض کا شعار ہے اسی طرح بنی عباسؒ کا بھی شعار ہے جیسا کہ شامی جلد پنجم ص۲۰۰ کی منقولہ عبارت ویستحب الابیض وکذ الاسود لانہ شعار بنی العباس اس بیان پر روشن دلیل ہے اور عبارت ہذا اس امر پر نص صریح ہے کہ استحباب سواد کی پہلی دلیل شعار بنی العباس ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ سیاہ لباس بطور شعار پہننا جائز ہے جیسا کہ بنی عباس نے اسکو اپنا شعار بنایا۔

ان سب باتوں کو بخوبی سمجھکر اور تحقیق مذکور کو مدنظر رکھ کر موٴلف اور اُس کے مفتی کی پیش کردہ حدیث کا ترجمہ کرو کہ جس کسی نے جس قوم کی مشابہت کی وہ اسی قوم سے ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ سیاہ لباس بطور شعار پہننے والا روافض اور بنی عباسؒ میں سے ہے۔ اس لئے کہ حسب تحقیق سابق سیاہ لباس صرف روافض ہی کا شعار نہیں بلکہ بنی عباس کا بھی شعار ہے۔ پس سمجھ میں نہیں آتا کہ مفتی اور اسکے حوارین نے لابس سواد کو صرف رافضی ہی بنایا بنی عباسؒ میں شامل نہیں کیا۔ آخر بنی عباسؒ نے ایسا کیا قصور کیا تھا کہ اُن کا ذکر تک نہیں۔ الغرض استدلال مذکور سے لازم آیا کہ سیاہ لباس بطور شعار پہننے والے رافضی بھی ہوں اور بنی عباس بھی اور سیاہ لباس شعار بنی عباس ہونے کی وجہ سے مستحب بھی ہو اور شعار روافض کی بنا پر مکروہ بھی اور یہ صریح البطلان ہے۔

پس لامحالہ ہمارے سابق بیان کی طرف رجوع کرنا پڑیگا اور ماتمی علامت و جماعتی شعار کی

تعزیق کرنی پڑیگی۔ اور ماننا پڑیگا کہ اگر روافض کی طرح ماتمی علامت مقصود ہو تو ناجائز ہے اور اگر بنی عباسؓ کی طرح جماعتی شعار مقصود ہو تو جائز بلکہ مستحب ہے والحمد للہ علی ذالک

مسئلہ تو اپنی جگہ خوب واضح ہو گیا ہے مگر مخالفین کی مزید تسلی کیلئے ایک حوالہ پر اس بحث کو ختم کرتا ہوں جس کو پڑھ کر فریفتگان حریت کی آنکھیں تعصب کی پٹی سے آزاد ہو جائیں۔

تفسیر احکام القرآن لابن العربی متوفی ۵۴۳ھ جلد اول صـ۱۲۴ مطبوعہ مصر میں تحت آیت مسومین ہے۔

(المسئلۃ الثالثۃ) الاشتہار بالعلامۃ فی الحرب سنۃ ماضیۃ وھی ھیئۃ باھیۃ قصد بہ الھیبۃ علی العدو والاغلاظ علی الکفار والتحریض للمومنین والاعمال بالنیات وھذا من باب الجلیات لایفتقر الی برھان انتھی۔ ترجمہ "تیسرا مسئلہ جنگ کے موقعہ پر اشتہار بالعلامۃ پرانا طریقہ اور بہترین ہیئۃ ہے اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دشمن پر رعب اور کفار پر سختی ڈالی جائے اور مومنین کو برانگیختہ کیا جائے اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور یہ ایسی روشن اور ظاہر بات ہے جس پر دلیل لانے کی کوئی حاجت ہی نہیں۔

سبحان اللہ کیا کلام صادق ہے جس نے باطل کی بنیادوں کو کاٹ دیا حق کے پرچم کو لہلہا دیا اب تو ایوان حریت میں تزلزل آگیا ہوگا اور ابن شیر خدا کی بربریت پر عالم سکوت طاری ہو گیا ہوگا۔ اب خجالت کا منہ دھونے کہاں جاؤ گے۔ ذرا وہ منہ تو دکھاؤ جس سے کہتے تھے احمد سعید کے خلاف تفاسیر کی گواہی۔ اللہ رے بے حیائی اور اس پر اس غضب کی ڈھٹائی۔

مولف اور مفتی اور اُسکے اعوان و انصار کی جہالت

رسالہ مذکورہ ابطال باطل کے صـ۴ سطر ۱۰ اور اشتہار "سیاہ اور نیلی پوشی کے متعلق علمائے احناف کا فتویٰ" میں لکھا ہے کہ سیاہ یا نیلا لباس بطور سوگ یا بطور علامت اور شعار پہننا قطعاً ناجائز اور حرام ہے اب میں مفتی اور اسکے جملہ شرکاء و شہداء سے سوال کرتا ہوں کہ قطعاً حرام کہنے سے کیا مراد ہے

اگر قطعیت عرفی مراد ہے جیسا کہ کسی جاہل مطلق نے زبانی کہا ہے تو یہ قطعاً باطل ہے کیونکہ قطع عرفی دنیاوی معاملات اور عرف عام کے محاورات میں مستعمل ہوتا ہے اصطلاح فقہا میں جو قطع ایسے موقعوں پر بولا جاتا ہے وہ یقینی طور پر قطع فقہی اور شرعی ہی ہوتا ہے مثلاً کہا جائے کہ فلاں شخص قطعی جھوٹا ہے زید قطعی جاہل ہے عمرو کا قول قطعاً لغو ہے ان مثالوں میں قطع عرفی ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ شراب قطعاً حرام ہے خنزیر کا کھانا قطعاً ناجائز ہے جوا کھیلنا قطعاً حرام ہے ان مثالوں میں یقینی طور پر قطع شرعی اور فقہی مراد ہے۔ علاوہ ازیں تمہارے کلام میں قطع شرعی ہونے پر ذیل کے قرائن دلالت کر رہے ہیں

(۱) مستفتی کا سوال کرنا کہ لباس مذکور جائز ہے یا نہ زبردست قرینہ ہے (۲) مجیب کا بحیثیت مفتی ہونے کے جواب دینا یہ بھی زبردست قرینہ ہے (۳) لفظ قطعاً کا ناجائز اور حرام پر داخل ہونا قطعیت شرعیہ پر قطعی قرینہ ہے اور یہ امر بدیہی ہے اسکا انکار قطعاً جہل صریح۔ علاوہ ازیں جائے غور ہے کہ قطعیت مذکورہ از روئے مفہوم عدم جواز اور حرمت کی صفت ہے۔ پس یا تو اس عدم جواز اور حرمت کو بھی عرفی قرار دو اور اعلان کر دو کہ ہمارا عدم جواز اور حرمت خالص عرفی ہے شرع اور فقہ سے اسکا کوئی تعلق نہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ عدم جواز اور حرمت شرعی ہو اور اسکی صفتِ قطعیت عرفی ہو یہ عذر لنگ ہرگز ہرگز قابل سماعت نہیں ہو سکتا۔ تعجب ہے کہ آپ کا کلام شرعی فتوے ہونے کی حیثیت سے خالص شرعی اور فقہی ہو عدم جواز اور حرمت بھی شرعی فقہی ہو مگر قطع جو عدم جواز اور حرمت پر داخل ہے عرفی ہو یا تو سارے فتوے کو عرفی قرار دو اور مشتہر کر دو کہ سیاہ اور نیلی پوشی کی حرمت پر جو فتوی شائع ہوا تھا وہ شرعی نہیں تھا بلکہ خالص عرفی تھا۔ اگر آپ نے اپنے فتوے کا عرفی ہونا تسلیم کر لیا تو ہم بھی قطعاً کو قطع عرفی سمجھ لیں گے۔ مگر جب تک سارے فتوے کو عرفی نہ قرار دیا جائے قطع مذکور عرفی نہیں ہو سکتا اور ایسی صورت میں آپ کو اس حرمت قطعیہ سے رجوع کرنا ہوگا۔ یا اسکے ثبوت میں دلیل قطعی پیش کرنا ہوگی۔ بغیر اس کے آپ کا پیچھا نہ چھوٹے گا

اس لئے کہ ادلہ سمعیہ چار ہیں (۱) قطعی الثبوت و الدلالۃ جیسے آیات مفسرہ یا محکمہ یا وہ احادیث متواترہ جنکا مفہوم قطعی ہو۔ (۲) قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ جیسے آیات مؤولہ (۳) ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ جیسے وہ

احادیث احاد جن کا مفہوم قطعی ہو۔ (۴) ظنی الثبوت و ظنی الدلالۃ جیسے وہ احادیث احاد جنکا مفہوم ظنی ہو پہلی قسم کی دلیل سے فرض و حرام ثابت ہوتا ہے دوسری اور تیسری قسم سے واجب اور مکروہ تحریمی ثابت ہوتا ہے۔ چوتھی قسم کی دلیل سے سنت اور مستحب ثابت ہوتا ہے۔ پس مولف اور اُسکے مفتی نے لباس مذکور کو چونکہ حرام کہا ہے اور اس سے پہلے لفظ قطعاً اُسکے حرام قطعی ہونے پر قرینہ قطعیہ ہے لہذا اُس کے ثبوت میں وہ دلیل پیش کرے۔ جو قطعی الثبوت والدلالۃ ہو یعنی جسکا ثبوت اور دلالت دونوں قطعی ہوں بنا بریں مولف اور مفتی اور انکے جملہ شرکاء و شہداء اعوان و انصار چیلوں چانٹوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ سب ملکر کوئی آیت مفسرہ یا محکمہ لاؤ یا حدیث متواتر لاؤ جو قطعی الثبوت والدلالۃ ہو۔ حدیث من تشبہ بقوم ہرگز تمہارے دعوے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اور اگر نہ لا سکو تو جس طرح حرمت قطعیہ کا فتوے اشتہار میں شائع کر کے لوگوں کو گمراہ کیا ہے اسی طرح اپنی غلطی کا اعتراف اور حضرت حق جل و علا شانہ کے حضور توبہ کا اعلان بذریعہ اشتہار شائع کرو اسلئے کہ توبہ بقدر گناہ ہونی چاہیئے یہ آخری حجت ہے جو تم پر تمام کر دی گئی۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

قولہ اس آیت سے آپ یوں گوہر فشاں کہ اس آیت کے تحت میں تفسیر جامع البیان اور تفسیر مدارک میں صاف لکھا ہے کہ جنگ بدر کے فرشتوں کے عمامے سیاہ تھے الخ اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ مفتری مولف کو میں چیلنج دیتا ہوں کہ میری کسی تحریر میں عبارت مذکورہ دکھاوے اگر تو نہ دکھا سکا تو تیرے مفتری اور کذاب ہونے میں مسلمانوں کو کیا شک رہ جائیگا۔ آیت سے گوہر فشاں ہونا بھی عجیب و غریب ترکیب ہے کیا اچھا ہوتا اگر اس ترکیب کی گوہر فشانی کو دبا بدال العاء بالباء الموحدۃ او بحذف الراء المہملۃ) اپنی طرف منسوب کرتا اسلئے کہ اس صورت میں جملہ مذکورہ اپنے محل پر استعمال ہوتا۔

قولہ ہم ملاں احمد سعید کو چیلنج کرتے ہیں اقول۔ آجتک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ تم کس جانور کا نام ہے چیلنج دینے والا کون ہے اسکا کیا پتہ نشان ہے چیلنج کا نام لیتے ہوئے شرم نہ آئی۔ چلو بھر پانی لیکر ڈوب نہ مرے۔ یہ چیلنج دینے والا مرد میدان بنکر سامنے نہ آیا۔ یہ بندر کی طرح گھوگیاں کسی اور کو دینا۔

یہاں یہ دال گلنے والی نہیں ہم نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ تم کتنے پانی میں ہو۔

جو اپنی تحریر میں اپنا نام تک لکھنے کی جرأت نہیں رکھتا وہ بھلا میدان مناظرہ میں آنے کی کیا تاب رکھ سکتا ہے تمہارے پہ چیلنج کی حقیقت تو یہیں کھل گئی اب ذرا اپنے چیلنج کی ترکیب کو دیکھو اور خجالت کے گریباں میں منہ ڈالو۔ اس مجہولیت اور مہملیت کے ساتھ چیلنج دینا تم ہی جیسے عاقلوں کا کام ہے۔ **قولہ** سیاہ یا نیلے لباس کا حکم یا یں الفاظ موجود ہو۔ البسوا[1] السواد والکبود بحسب الشعار والعلامۃ الخ **اقول**۔ الفاظ کی قید بھی عجیب پر لطف ہے گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرماتے وقت (نعوذ باللہ من ذالک) ان سے پوچھ لیا کرتے تھے کہ کن لفظوں میں بیان کروں۔ چلو سیاہ اور نیلے لباس کے ساتھ علامت مقرر کرنا بزعم شما ناجائز سہی۔ مگر سفید لباس کے علامت مقرر کرنا تو تمہارے نزدیک بھی جائز ہے جیسا کہ تم نے تصریح کی ہے۔ پہلا چیلنج۔ اب میں تم سے مطالبہ کرتا ہوں کہ تم اپنے ہی پیش کردہ معیار کے مطابق بلکہ اپنے ہی مخترعہ الفاظ البسوا السواد والکبود حسب الشعار والعلامۃ میں بجائے سواد و کبود کے بیاض دکھا دو۔ یا اس سے بھی مختصر جملہ سوموا بالبیاض بقید الفاظ پیش کر دو اور ثابت کر دو کہ جملہ مذکورہ جناب رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے مرفوعاً بروایت صحیحہ یا ضعیفہ مروی ہے۔ مولف اور اس کے جملہ حوارین اصاغر و اکابر کو عام چیلنج ہے کہ سب مل کر سر جوڑ کر کتابیں دیکھیں اور اپنے ہی پیش کردہ معیار پر اپنا ہی دعوےٰ ثابت کر دکھائیں ؂

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دوسرا چیلنج۔ ناظرین کرام غور فرمائیں کہ ثبوت جواز پر حدیث کا مطالبہ کس قدر بے معنی مطالبہ ہے بلکہ بدترین مکابرہ اور اشد ترین مجادلہ ہے

ایسا مطالبہ کرنے والے کو میں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ثبوت اباحت کیلئے حدیث میں اس کی تصریح کا ہونا ضروری ثابت کرے اور اگر ثابت نہ کر سکے تو اپنے مطالبہ کو مہمل قرار دیکر اپنے مہمل

[1] جناب خاکسار ابن شیر خدا کی عربی عبارۃ بتی نا بلد ہے بجاہل مطلق کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ لفظ کبود فارسی ہے یا عربی ۱۲ مصنف

ہو چکا اقرار کرے عجب لطف ہے کہ لباس مذکور کی حرمت پر دلیل حرمت کا طلب کرنا تو ہمارا حق بالخصوص ایسی صورت میں جبکہ تم نے اسکو قطعاً ناجائز اور حرام قرار دیا ہے مگر الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ہم سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ العجب ثم العجب

تیسرا چیلنج۔ سابقاً لکھ چکا ہوں کہ کسی چیز کو حرام قرار دینے کیلئے قطعی الثبوت والدلالۃ دلیل کی ضرورت ہے جیسے آیات محکمہ یا آیات مفسرہ یا احادیث متواترہ جو قطعی المفہوم ہوں

تم نے لباس مذکور کو قطعاً ناجائز اور حرام کہا ہے اور لفظ قطعاً کے ہوتے ہوئے کوئی چارہ پر اسکا حل ناممکن۔ بناءً علیہ ہم چیلنج دیتے ہیں کہ حرمت مذکورہ کے اثبات پر کوئی آیت محکمہ یا مفسرہ پڑھو یا کوئی حدیث متواتر قطعی المفہوم پیش کرو۔ بولو کونسے پارہ میں آیت ہے ذرا ہوش سنبھالو اور بتاؤ۔ اس وقت تو شیعوں کی حدیثوں سے مدد مانگی تھی اب اُن کے قرآن سے استعانت کرو یہ وقت ہے مدد مانگنے کا افسوس صد افسوس تمہاری بے مائگی پر رحم آتا ہے مگر کیا کیا جائے۔ خود کردہ را علاجے نیست۔ اب بھی راہ راست پر آجاؤ۔ اللہ کے حلال کو حرام نہ کرو اس کو دوزخیوں جہنمیوں کا لباس کہکر اپنا ٹھکانہ دوزخ میں نہ بناؤ۔

چوتھا چیلنج۔ تم نے سیاہ اور نیلے لباس کو دوزخیوں جہنمیوں کا لباس قرار دیا ہے۔ اور اس طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین۔ بنی العباس و عامۃ المسلمین کی سخت ترین توہین و تنقیص کی ہے۔ اسلئے کہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہؓ نے سیاہ لباس پہنا۔ السیف المسلول میں (۲۳) حدیثیں اس دعوے کے اثبات میں مع حوالہ کتاب و صفحہ و مع ترجمہ لکھ چکا ہوں۔ اور شامی کی عبارت سے ثابت کر چکا ہوں کہ بنی العباس کا شعار ہی سیاہ لباس ہے اور شامی ہی سے یہ بھی ثابت کر چکا ہوں کہ ایک زمانہ میں عامۃ المسلمین کی مخصوص علامت اور شعار سیاہ لباس تھا۔ پس مولف نے سیاہ لباس کو دوزخیوں جہنمیوں کا لباس کہکر کس قدر ناپاک توہین کا ارتکاب کیا ہے اب وہ ثابت کرے کہ سیاہ اور نیلا لباس دوزخیوں اور جہنمیوں کا لباس ہے اور اسکا پہننا حرام ہے

تمام مخالفین کو چیلنج دیتا ہوں کہ اپنے دعوے کے مطابق لباس ذکور کی ناجائز ہونے پر دلیل پیش کرو۔ اور اگر نہ پیش کر سکو تو تمہاری اندرونی حالت کا نظری ایمان و اسلام کی حقیقت کا انکار صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی محبت مسلمانوں کی عزت جو کچھ تمہارے دل میں ہے۔ مسلمانوں پر روز روشن کی طرح واضح ہوجائے گی اور مسلمان آئندہ تم کو ہمیشہ کے لئے اپنی جماعت سے علیحدہ متصور کرینگے

پانچواں چیلنج۔ جن علماء کے نام تم نے اپنے اشتہار اور رسالہ میں شائع کئے ہیں ان کے دستخط پیش کرو ان کی اپنی عبارات شائع کرو تاکہ تمہاری دیانتداری کا راز طشت از بام ہو۔ تمہارے ہاتھوں

میری تردید کا سہل طریقہ

اگر اس قدر وضاحت اور علمائے کرام کی تصریحات کے باوجود بھی زیغ قلبی کا ازالہ نہ ہوا ہو اور میری تردید کرنا ضروری معلوم ہو تو میں اپنی تردید کا نہایت آسان اور سہل طریقہ بتاتا ہوں۔ تمہاری دماغ سوزی بھی نہ ہو۔ وقت بھی صرف نہ ہو۔ اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور میرا جواب بھی ہوجائے۔ وہ صورت یہ ہے کہ چار عالم بیرونی جو مسلم مفتی اور مانے ہوئے عالم ہوں تم منتخب کرو اسی طرح ایسے ہی چار عالم ہم منتخب کریں۔ ان آٹھ علماء کی خدمت میں تمہارا اشتہار اور رسالہ اور میرے دونوں اشتہار اور رسالے بھیجدیئے جائیں اور لکھدیا جائے کہ جس لباس کو ان دونوں رسالو اور اشتہاروں میں جائز قرار دیا گیا ہے وہ آپ کے نزدیک جائز ہے یا قطعاً ناجائز و حرام ہے جو کچھ آپ حق سمجھتے ہوں وہ میرے اس اشتہار یا رسالہ الحجۃ البالغہ کی پشت پر تحریر فرما دیجئے۔ جب ان علماء کے پاس سے وہ تحریریں آجائیں اور کثرت رائے سے جائز ثابت ہو تو تمہارے لئے ضروری ہوگا کہ تم بھی جواز پر اپنے دستخط کردو اور اگر کثرت رائے سے قطعاً ناجائز اور حرام ثابت ہو تو ہمارے لئے امر لازمی ہوگا کہ ہم بھی اسکے عدم جواز پر دستخط کردیں اور دونوں صورتوں

میں اُس متفقہ فیصلہ کو متحدہ طور پر شائع کر دیا جائے۔ اگر تم جواب دینا چاہتے ہو تو اسکی صورت یہی ہے۔ اس طرح اختلاف بھی ختم ہو جائے گا۔ اور مسئلہ بھی باحسن وجوہ طے ہو جائیگا۔ اور اگر صورت مذکورہ کے خلاف تم نے پھر حسب سابق خرافات وہزلیات سب وشتم پر کمر باندھی اور اشتہار بازی کا سلسلہ چھیڑا تو دنیا اچھی طرح سمجھ لے گی۔ کہ تم حق کے متلاشی نہیں بلکہ اپنی ضد پوری کرنا چاہتے ہو مسلمانوں میں اتفاق ہونا تمہارا مقصد نہیں بلکہ اختلاف وانشقاق مطلوب ہے بہر حال اس صورت کے علاوہ تمہاری کوئی بات قابل سماعت نہ ہوگی۔ خدارا مسلمانوں کی حالت زار پر رحم کرو اگر تم اختلاف سے باز آ گئے تو قوم مسلم کے لئے کسی بہبودی کی امید کی جا سکتی ہے۔ ورنہ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ ہم نے عدل وانصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے جو صورت اتفاق پیش کی ہے اس کو نہ ماننے سے اور سابقہ رویہ اختیار کرنے سے جو حالات رونما ہوں گے ان سب کی تمامتر ذمہ واری کلیتہ تمہارے سر عائد ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ

علمائے کرام ایدھم اللہ تعالٰے ونصرھم بایدہ المتین ونصرہ المبین کے مبارک فتوے اور عبارات لکھنے سے قبل چند ضروری باتیں عرض کرتا ہوں۔

علامت وشعار

(۱) ہر عام وخاص اور جہلاء مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ابتداء سے جس لباس کے جواز اور عدم جواز پر ہمارا اختلاف ہو رہا ہے وہ سوگ کے لباس میں نہیں۔ ہم نے پہلے لکھ دیا ہے کہ سوگ کیلئے لباس مذکور ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہے۔ حتی کہ عشرہ محرم میں بھی ایسے لباس کے استعمال کو ہم ممنوع سمجھتے ہیں تاکہ کسی کے دل میں رافضی ہونے کا احتمال نہ پیدا ہو۔

(۲) لفظ علامت سے ماتمی علامت مقصود نہیں اسلئے کہ ایسی علامت کو ہم پہلے ناجائز کہہ چکے ہیں

(۳) اسی طرح اس علامت سے مذہبی علامت بھی مراد نہیں یعنی لباس مذکور کو فرض وواجب یا سنت موکدہ ہرگز نہیں مانتے بلکہ علامت یا شعار سے صرف جماعتی اور قومی علامت وشعار مقصود ہے

جس طرح کوئی پارٹی اپنی مخصوص علامت کسی رنگ کے لباس کو مقرر کر لیتی ہے اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ لباس مذکور فرض یا واجب۔ یا سنت موکدہ ہے۔ اسی طرح وہ اس لباس کو ماتمی نشان کے طور پر بھی نہیں پہنتی۔ بلکہ اپنی امتیازی حیثیت قائم کرنا اسکا مقصد ہوتا ہے البتہ یہ امتیازی حیثیت اگر فخر و مباہات تکبر و ریاکاری پر مبنی ہے تب بھی ناجائز ہوگی۔

ہمارے ناظرین کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہمارا اختلاف محض اتحاد ملت کی نیلی پوشی پر شروع ہوا ہے ہم اسی لباس کو جائز کہتے ہیں۔ ہمارے مخالفین اسی کو قطعاً ناجائز ودحرام قرار دیتے ہیں حاشا وکلا اس کے سوا اور کوئی لباس متنازع فیہ نہیں۔ اختلاف کی بنا ہی یہاں سے شروع ہوئی ہے جس کو میں نے اپنے اشتہار اظہار حق میں واضح طور بیان کر دیا ہے۔

اس توضیح کے بعد آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اتحاد ملت کے افراد لباس مذکور علامت کے طور پر تو ضرور پہنتے ہیں مگر ماتمی علامت ہرگز ہرگز مقصود نہیں ہوتی۔ اسی طرح وہ اس کو مذہبی علامت بھی نہیں بناتے یعنی فرض۔ واجب۔ سنت موکدہ ہرگز نہیں سمجھتے۔ نیز فخر و مباہات تکبر اور ریاکاری کے لیے بھی نہیں پہنتے۔ بلکہ صرف اپنی جماعت کا نشان اس لباس کو مقرر کیا ہے جس طرح بنی عباسؓ نے اپنا قومی شعار سیاہ لباس کو قرار دیا تھا۔ اس کے باوجود بھی ہم نے یہانتک لکھ دیا کہ عشرہ محرم میں قصداً ایسا لباس اُتار دیا جائے تاکہ دیکھنے والے محض نیلے لباس پر رافضی ہونے کا گمان نہ کریں۔ اس قدر توضیح کے بعد بھی اسکو قطعاً ناجائز اور حرام قرار دینا کس قدر ظلم ہے۔

(۴) ہمارے استفتاء میں ایک لفظ غرض صحیح تحریر کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ لباس مذکور سے کسی کافر یا فاسق کی مشابہت مقصود نہ ہو جیسا کہ افراد اتحاد ملت لباس مذکور کو کسی بدمذہب کی مشابہت کی نیت سے نہیں پہنتے بلکہ انہوں نے اس نیلے رنگ کو مسجد شہید گنج کی واگذاری کے مطالبہ کا نشان ٹھیرایا ہے تاکہ ہر شخص ان کی قمیصوں کا ایک رنگ دیکھ کر بغیر کچھ کہے سُنے انکو مسجد شہید گنج کی واگذاری کا طالب سمجھ لے۔ اور یہ غرض ایک صحیح شرعی غرض ہے جس میں کسی قسم کی

قباحت کا کوئی احتمال تک نہیں۔

ترتیب عبارات علمائے کرام

استفتاء اور اس کے جواب کے بعد اُن علمائے کرام کے اسمائے گرامی درج کئے گئے ہیں جنہوں نے ہمارے فتوے کی تائید میں مختصر الفاظ لکھ کر دستخط یا مہریں ثبت فرمائی ہیں۔ اس کے بعد ان علماء کی عبارات ہیں جنہوں نے نہایت وضاحت اور بسط کے ساتھ ہمارے فتوے پر تقریظیں لکھی ہیں۔ بعدہٗ ان مفتیان عظام کی عبارات درج کی گئی ہیں جن کے پاس محض استفتاء بھیجا گیا تھا۔ اور انہوں نے استفتاء مذکور کے مستقل جوابات ارقام فرمائے ہیں۔

استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بغیر تعزیت کے صرف بطور علامت غرض صحیح کیلئے مردوں کو سیاہ لباس یا نیلا پہننا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا۔ توجروا

سائل شیخ میاں مولا بخش عبدالرحمان سوداگران چرم بیرون لوہاری دروازہ ملتان شہر

الجواب صورت مسئولہ عنہا میں لباس مذکور بغیر تعزیت کے محض بطور علامت غرض صحیح کیلئے پہننا جائز ہے شامی جلد پنجم باب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس ص۲۰۰ مطبوعہ استنبول میں ہے ولیستحب الابیض وکذا الاسود لانہ شعار بنی العباس ودخل علیہ الصلوٰۃ والسلام مکۃ وعلیہ عمامۃ سوداء الخ اور تنویر الابصار متن درمختار برحاشیہ شامی جلد پنجم ص۳۱۴ میں ہے وکرہ لبس المعصفر المزعفر الاحمر والاصفر للرجال ولا باس بسائر الالوان انتہی اور فتاوی عالمگیری جلد رابع مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ص۱۰۰ میں ہے وعن ابی حنیفۃ لا باس بالصبغ الاحمر والاسود انتہی البتہ تعزیت یعنی سوگ کیلئے مردوں کو ایسا لباس پہننا ممنوع ہے اس لئے کہ سوگ مردوں کے لئے ناجائز ہے[۱] اور اس میں تشبہ بالروافض بھی ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ احمد عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما واللہ ورسولہٗ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔ واحکم فقیر حقیر سید احمد سعید الکاظمی امروہی غفرلہ اللہ القوی مقیم ملتان محلہ قدیر آباد۔

[۱] یہ جملہ اشتہار میں سہواً رہ گیا ہے ۱۲ مصنف

(۱) تقریظ سیدی ومولائی حضرت مولانا مولوی حافظ قاری سید محمد خلیل صاحب محدث امروہی صدر مدرس دار العلوم محمدیہ حنفیہ امروہہ

لقد صح الجواب

واللہ اعلم بالصواب

محمد خلیل عفی عنہ مدرس مدرسہ محمدیہ حنفیہ عرف مدرسہ میر کلو امروہہ

(۲) تقریظ مکرم ومحترم جناب مولانا مولوی سید علی محتشم خاں صاحب نقوی صابری امروہی فاضل دار العلوم محمدیہ حنفیہ امروہہ

ھذا جواب صحیح

الفقیر الی اللہ المنان سید علی محتشم خاں نقوی صابری عفی عنہ

(۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب مدظلہ مقیم گولڑہ شریف

من اجاب فقد ذھب مذھب الصواب

غلام محمد عفی عنہ مقیم گولڑہ شریف

(۴) تقریظ صدر الافاضل استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی مراد آبادی دار الافتاء مراد آباد

الجواب صحیح

محمد نعیم الدین

(۵) تقریظ البحر العلام حضرت مولانا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ مراد آباد

الجواب صواب واللہ اعلم

العبد المعتصم بذیل النبی الامی عمر النعیمی

(۶) تقریظ فاضل قمقام مولانا مولوی محمد اجمل صاحب مدظلہ العالی مراد آباد

الجواب صحیح

محمد اجمل غفرلہ

(۷) تقریظ علامہ زماں حضرت مولانا مولوی محمد عبد الاحد صاحب مدرس جامعہ نعیمیہ مراد آباد

الجواب صحیح

محمد عبد الاحد نعیمی خادم مدرسہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد

(۸) تقریظ البحر العلام الفاضل القمقام حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی محمد مشتاق احمد صاحب مفتی ریاست کنجورہ

المجیب مصیب

محمد مشتاق احمد حنفی چشتی

(۹) تقریظ عالم اجل فاضل اکمل حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ محمد حسین صاحب خلف الرشید مخدومنا ومطاعنا سیدنا ومولانا حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب مدظلہم العالی محدث علی پور شریف ضلع سیالکوٹ

الجواب حق مطابق للواقع

محمد حسین عفا اللہ عنہ علی پور سیداں

(۱۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب
مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور سید شریف

الجواب صحیح

محمد ابراہیم عفا اللہ عنہ من خدام علوم عربیہ مدرسہ نقشبندیہ
علی پور سیداں

(۱۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی کرامت علی صاحب
مدرس مدرسہ عزیزیہ رامپور اسٹیٹ

الجواب صحیح

کرامت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عزیزیہ رام پور (ریاست)

(۱۲) تقریظ فخر الفقہاء والمحدثین حضرت مولانا مولوی اسد علی خاں
صاحب گیاوی مدظلہ العالی مدرس مدرسہ عزیزیہ رامپور اسٹیٹ

الجواب صحیح

محمد اسد علی خاں گیاوی عفی عنہ مدرس مدرسہ عزیزیہ رامپور

(۱۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد رفیق صاحب مدظلہ
مدرس مدرسہ عزیزیہ رامپور

الجواب صحیح

محمد رفیق عفی عنہ مدرس مدرسہ عزیزیہ رامپور

(۱۴) تقریظ خاتم المحدثین حضرت مولانا مولوی محمد خلیل اللہ
صاحب قبلہ مدظلہ العالی محدث مدرسہ مطلع العلوم ریاست رامپور۔

الجواب مطابق بالروایات المذکورۃ

الراجی الی اللہ محمد خلیل اللہ عفا عنہ اول مدرس مدرسہ مطلع العلوم
ریاست رامپور

(۱۵) تقریظ فاضل اجل حضرت مولانا مولوی سید احمد
صاحب مدظلہ مدرس مدرسہ مطلع العلوم ریاست رام پور

جواب صحیح ہے

سید احمد مدرس مدرسہ مطلع العلوم رام پور سٹیٹ

(۱۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی امیر محمود صاحب مدظلہ
مدرس مدرسہ مطلع العلوم ریاست رام پور

اصاب من اجاب

امیر محمود عفی اللہ عنہ مدرس مدرسہ مطلع العلوم

(۱۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی غلام محی الدین صاحب
مدظلہ مدرس مدرسہ مطلع العلوم ریاست رام پور

الجواب موافق بالکتاب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

غلام محی الدین عفی عنہ مدرس مطلع العلوم

(۱۸) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبد الوہاب صاحب مدظلہ
مدرس مدرسہ مطلع العلوم ریاست رام پور

ہذا الجواب ہو الصواب خادم الطلاب

محمد عبد الوہاب مدرس مدرسہ مطلع العلوم

(۱۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی عبد الوہاب خانصاحب مدظلہ
صدر مدرس مدرسہ جامعۃ المعارف ریاست رام پور

جواب صحیح ہے

محمد عبد الوہاب خاں صدر مدرس
مدرسہ جامعۃ المعارف

(۲۰) تقریظ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا مولوی
وجیہ الدین احمد صاحب مدظلہ مدرس مدرسہ جامعۃ المعارف
ریاست رام پور

جواب درست ہے

وجیہ الدین احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ جامعۃ المعارف رامپور اسٹیٹ

(۲۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد شفیع خاں صاحب قاضی القضاۃ قبلہ ٹونکی مدظلہ

جواب صحیح ہے

محمد شفیع خاں بقلم خود

(۲۲) تقریظ آیۃ من آیات اللہ امام العقل والنقل مدرس الحکماء
والاصولیین امیر جیش الفلاسفۃ والمنطقیین حضرت مولانا مولوی
محمد فضل حق صاحب صدر مدرس پرنسپل مدرسہ عالیہ ریاست رامپور

الجواب الجواب

محمد فضل حق مدرس اول مدرسہ عالیہ رامپور

(۲۳) تقریظ اعلم العلماء حضرت مولانا مولوی افضال الحق
صاحب مدظلہ مدرس مدرسہ عالیہ ریاست رام پور

جواب صحیح موافق روایات فقہیہ ہے

ابن افضل محمد افضال الحق کان اللہ لہ
مدرس سوم مدرسہ عالیہ رامپور

(۲۴) تقریظ فرید عصرہ وحید دہرہ فاضل اکمل حضرت
مولانا مولوی محمد معز اللہ صاحب مدرس دوم مدرسہ عالیہ
ریاست رام پور

فی الواقع سیاہ یا نیلا لباس بطور علامت غم پہننا جائز
ہے مکروہ نہیں

محمد معز اللہ مدرس دوم مدرسہ عالیہ رام پور

(۲۵) تقریظ افضل المحققین حضرت مولانا مولوی
محمد عبد السلام صاحب مدظلہ مدرس مدرسہ عالیہ رامپور

الجواب صحیح

محمد عبد السلام مدرسہ عالیہ رامپور

(۲۶) تقریظ علامۃ الدہر حضرت مولانا مولوی اشفاق احمد
صاحب مدظلہ مدرس مدرسہ عالیہ رام پور

الجواب صواب

اشفاق احمد عفی عنہ مدرسہ عالیہ رامپور

(۲۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد یوسف صاحب قبلہ مدظلہ
مدرس مدرسہ عالیہ رام پور

حسب روایات مذکورہ بالا جواب صحیح ہے

واللہ اعلم محمد یوسف عفا اللہ عنہ مدرسہ عالیہ

(۲۸) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد الدین صاحب گھنڈوی مفتی گھنڈ شریف

لقد اجاد من اجاب فللہ در المجیب

عبدہ نیاز آگیں محمد الدین عفی عنہ گھنڈ شریف

(۲۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی احمد صاحب تونسوی
خطیب مسجد شریف محمودیؒ

الجواب صحیح فقیر احمد تونسوی عفی عنہ

(۳۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی خالق داد صاحب
مدرس دوم مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف

الجواب صحیح

فقیر خالقداد تونسوی بقلم خود

(۳۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی احمد صاحب جراح
مہتمم مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف

المجیب مصیب

احمد جراح عفی عنہ تونسوی بقلم خود

(۳۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد موسیٰ صاحب تونسوی
پیش امام مسجد شریف محمودیہ تونسہ شریف

لبس السواد لغرض صحیح جائز بل مسنون
کما ورد فی حدیث ان رسول رب العلمین
لبس السواد لا بنیتہ الماتم غیر جائز فانہ
تشبہ بالروافض ومن تشبہ بقوم فھو منھم
واللہ اعلم بالصواب

عبدہ محمد موسےٰ عفی عنہ

(۳۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالنور محمد شریف صاحب
کوٹلی لوہاراں

قد اصاب من اجاب

ابوالنور محمد بشیر ابن الفقیر الاعظم حضرت مولانا ابو یوسف
محمد شریف صاحب محدث کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

(۳۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالمنظور نور محمد صاحب ضلع [illegible]

الجواب صحیح

نور محمد عفا اللہ عنہ المکنی بابی المنظور صانہ اللہ تعالیٰ
عن نوائب الدھور الیٰ یوم النشور

(۳۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی قاری محمد طیب صاحب
ساکن رانیگنج ضلع بردوان علاقہ بنگال

الجواب صواب والمجیب مثاب

فقیر محمد طیب قادری غفرلہ ساکن رانی گنج ضلع بردوان

(۳۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب بہاولپوری

الجواب صحیح وصواب والمجیب نجیح ومثاب والمعاند
قبیح وخراب ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم
وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فقیر ابو محمد مملوک الرضا غلام رسول
عفا عنہ قادری برکاتی رضوی مجددی بہاولپوری حال
اُچ شریف ریاست بہاولپور

غلام رسول
۱۳۴۹ھ
عبد احمد رضا

(۳۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی سید
دین محمد صاحب مدرس مدرسہ زینت الاسلام مظفر گڑھ

الجواب صحیح سید دین محمد مدرس مدرسہ زینت الاسلام مظفر گڑھ

(۳۸) تقریظ حضرت مولانا مولوی غلام جہانیاں صاحب
معینی قریشی صدر جامعہ معینیہ ہنجگی والا ضلع مظفر گڑھ

الجواب صحیح

فقیر غلام جہانیاں معینی قریشی صدر جامعہ معینیہ ہنجگی والا ضلع
مظفر گڑھ

(۳۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی عبد اللہ صاحب مدرس
مدرسہ حسینیہ شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ

الجواب صحیح

خادم العلماء والصلحاء فقیر عبد اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ حسینیہ
شہر سلطان بقلم خود

(۴۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب اعظمی
مدظلہ العالی مفتی دار الافتاء بریلی شریف

الجواب صحیح

واللہ تعالےٰ اعلم فقیر محمد ثناء اللہ اعظمی غفرلہ خادم الافتاء
محلہ سوداگران بریلی شریف

(۴۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب مظفر پوری
مدرس مدرسہ منظر الاسلام بریلی شریف

المجیب مصیب واللہ اعلم

فقیر احمد علی عفی عنہ مظفر پوری خادم مدرسہ منظر الاسلام بریلی

(۴۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابو الوفا غلام عبد القادر
صاحب مدظلہ شاہدی پورنیوی

الجواب صحیح والمجیب نجیح واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر ابو الوفا غلام عبد القادر غفرلہ شاہدی پورنیوی

(۴۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی عبد العزیز صاحب مدظلہ
مدرس مدرسہ منظر الاسلام بریلی شریف

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

عبد العزیز عفی عنہ خادم دار العلوم منظر الاسلام بریلی

(۴۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی قاضی محمد برخوردار
صاحب ملتانی محشی نبراس شرح شرح عقائد

الجواب صحیح

قاضی برخوردار عفی عنہ

قاضی برخوردار حنفی

(۴۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد ظریف صاحب ملتانی

لقد اصاب من اجاب ولنعم ما اجاب

بحسب النقل والعقل عبدہ محمد ظریف امام وخطیب
مسجد دربار عالیہ غوثیہ قادریہ پیران پیر ملتان
علیہم الرضوان

ان علمائے کرام کی عبارات جنہوں نے ہمارے فتوے پر مفصل تقریظ تحریر فرماکر ممنون فرمایا

(۴۶) تقریظ علامہ زماں حضرت مولٰنا مولوی مظفر صاحب انبیٹھوی مدظلہ مفتی انبیٹھہ شریف ضلع سہارنپور

بلا شک سیاہ یا نیلا کپڑا پہننا مستحب ومسنون ہے جیسا کہ شامی ص۴۸۱ مطبوعہ دہلی باب مسائل شتی میں ہے
قولہ وندب لبس السواد لان محمدا ذکر فی السیر الکبیر فی باب الغنائم حدیثا یدل علی ان

اوقات میں سیاہ یا نیلا لباس پہننا ہرگز تشبہ بالروافض نہیں۔ لہٰذا ایک جائز چیز کو اگر بطور شعار یا علامت کے اختیار کر لیا جائے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ کفار و دشمنان اسلام کے مقابلہ میں کوئی جائز علامت مقرر کر لینا یقیناً جائز اور سنت سے ثابت ہے۔ سیاہ عمامہ جنگ میں یا کفار کے مقابلہ میں باندھ کر جانا خود سنت نبویہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والتحیہ ہے واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخاں قادری رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ

تقریظ سند المحدثین رئیس المفسرین سراج العارفین حضرت مولانا مولوی ابو المحامد سید محمد شاہ صاحب قبلہ محدث کچھوچھوی جیلانی قادری اشرفی ادام اللہ برکاتہم العالیہ

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

الجواب۔ جواب مجیب اول ودوم حق صحیح ہے اور اسکی مخالفت جہل قبیح۔ اور حدیث تشبہ سے منع پر استدلال قلت تدبر پر دال ہے۔

اولاً کسی مذہب کا بھی نیلے رنگ کا لباس پہننا شعار نہیں ثانیاً اگر کوئی بلا تعلیم اپنے مذہب کے نیلا رنگ پہنتا ہے تو وہ اس کا مذہبی شعار نہیں ثالثاً تشبہ باب تفعل سے ہے جسکی ایک خاصیت تکلف ہے۔ پس نیلا رنگ اگر کسی کا مذہبی شعار بھی ہو تو اگر اسکی مشابہت کا قصد نہ کیا جائے تو گو مشابہت ہے۔ مگر تشبہ نہیں۔ اور ممنوع تشبہ ہے نہ کہ محض مشابہت والکلام یجری فی السواد ایضاً یعنی اسی طرح سیاہ رنگ میں بھی کلام جاری ہوگا، ہذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ عبیدہ العاصی الجانی

فقیر ربہ واسیر ذنبہ ابو المحامد سید محمد الاشرفی الجیلانی غفرلہٗ خادم الحدیث الشریف فی الجامعۃ الاشرفیہ الکائنۃ بحضرۃ کچھوچھۃ المقدسۃ (ضلع فیض آباد) نزیل ملتان ۲۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ یوم پنجشنبہ

۱؎ فقیر مصنف عفی عنہ ۲؎ ۱۲ حضرت مولانا مولوی حشمت علی خاں صاحب مدظلہ ۱۲

(۴۹) تقریظ الفاضل القمقام حضرت مولانا مولوی ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

سیاہ یا نیلا رنگا ہوا کپڑا پہننا ممنوع نہیں۔ اگر نہی وممانعت ہے تو لغیرہٖ ہے اور وہ یہ ہے
کہ ماہ محرم میں شیعہ سیاہ لباس بطور سوگ پہنتے ہیں۔ لہٰذا ان کی مخالفت کے لئے ان ایام میں
سیاہ لباس نہ پہنا جائے تاکہ رافضی ہونے کا کسی کو گماں نہ ہو۔ اور جس لباس میں کسی غیر مسلم فرقہ کے
شعار وعلامت میں شرکت نہ پائی جائے وہ محض مباح ہے۔ حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابوالبرکات
سید احمد غفرلہ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔

(۵۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد سردار احمد خان صاحب قبلہ مدظلہ صدر مدرس جامعہ اہل سنت بریلی شریف

جواب حق وصواب ہے سیاہ لباس یا نیلے لباس میں فی نفسہٖ کوئی وجہ حرمت وکراہت نہیں
ہاں اگر کسی عروض عارض کے اعتبار سے اس لباس کے پہننے میں کراہت وممانعت آجائے تو یہ
اور بات ہے۔ عرضی کراہت وعارضی ممانعت نفس اباحت ومشروعیت کے منافی ومضاد نہیں جیسے
محرم میں سیاہ لباس پہننا شعار روافض ہے۔ اس لئے محرم میں یہ لباس پہننا عروض تشبہ کے سبب
سے مکروہ وممنوع ہے جب تک یہ عارض باقی رہیگا حکم کراہت موجود رہیگا اس عارض کے
معدوم ہونے سے اصلی حکم جواز بغیر کراہت عود کر آئے گا۔ فرض کیجئے اگر آج روافض اپنا شعار محرم
میں اور رنگ کا لباس بنالیں اور سیاہ لباس ترک کردیں تو محرم میں بھی سیاہ لباس بغیر کراہت جائز
ہوگا۔ الغرض سیاہ لباس یا نیلا لباس پہننے میں اگر بد مذہبوں بددینوں سے تشبہ نہ ہو اور نہ ہی
کوئی اور وجہ ممانعت شرعی ہو مثلاً تکبر، نجاست وغیرہما تو اس قسم کے لباس پہننے میں کوئی کلام نہیں
جو شخص سیاہ لباس یا نیلے لباس کو مطلقاً مکروہ وممنوع قرار دیتا ہے وہ فقہ سے نا واقفیت میں یگانہ
اور عقل سے بیگانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم فقیر محمد سردار احمد غفرلہ الاحد گورداسپوری
خادم جمعیت خدام الرضا محلہ سوداگران بریلی۔



مُہر

(۵۱) تقریظ فاضل اجل حضرت مولانا مولوی مصطفےٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ بریلی شریف

جواب بحمدہ تعالیٰ حق و صواب ہے مگر اتنا اضافہ ضرور مناسب ہے کہ سوگ کے دنوں میں وہ شخص جو عادۃً سیاہ یا نیلا یا سبز لباس پہنتا ہو ترک کرے جیسے ایام محرم واللہ تعالےٰ اعلم فقیر مصطفےٰ رضا قادری نوری عفی عنہ

(۵۲) تقریظ فاضل اکمل حضرت مولانا مولوی محمد رفیع اللہ صاحب مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

بیشک سیاہ و نیلا لباس پہننا شرعاً کچھ مضائقہ نہیں رکھتا بلکہ سیاہ لباس پہننا حسب تصریح فقہا درجہ استحباب میں داخل ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ مدارج النبوت میں لکھتے ہیں لبس سود مستحب است و مذہب حنفی نیز ہمیں است ایسا ہی شامی میں ہے۔ ہاں تعزیت کے لئے مردوں کو سیاہ لباس کا استعمال البتہ مکروہ ہے عالمگیری جلد اول باب الجنائز میں ہے ویکرہ للرجال تسوید الثیاب وتمزیقہا للتعزیۃ اھ لیکن باوجود ان حقائق کے کلام سائل میں طور علامت[1] و غرض صحیح کا لفظ تشریح[2] طلب ہے۔ اگر مقصود[3] اس سے لباس مذکور کو شعار مذہبی بنانا ہے حتیٰ کہ فرض وجوب یا سنن موکدہ کی حد میں آجائے تو ناجائز ہے۔ علی لحاظ ما قال عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لا یجعلن احدکم للشیطان من نفسہ جزءا لا یریٰ ان حقاً علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ (رواہ مسلم) اور اگر کسی قوم و پارٹی کا شعار بنانا مقصود ہے تو جائز ہے قیاساً علی شعار بنی العباس اور اگر سوا اسکے مقصود ہے تو بیان[4] چاہیئے وحاصل الجواب فی ہذہ الروایۃ ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب حررہ محمد رفیع اللہ غفرلہ دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

---

[1] علامت کی تشریح یہ ہے کہ جماعتی نشان اور پارٹی کی علامت کے طور پر سیاہ یا نیلا لباس پہنا جائے جس طرح افراد (اتحاد) ملت نے اسکو اپنی پارٹی کا نشان مقرر کیا ہے مذہبی علامت یا ماتمی نشان ہرگز مراد نہیں۔

[2] غرض صحیح کی تشریح یہ ہے کہ لباس مذکور استعمال کرنے میں کسی کافر یا فاسق سے تشبہ مقصود نہ ہو جیسا کہ افراد اتحاد ملت کسی کافر یا گمراہ کی مشابہت کے ارادہ سے یہ لباس نہیں پہنتے بلکہ انہوں نے اس نیلے رنگ کو مسجد شہید گنج کی واگذاری کے مطالبہ کا نشان مقرر کیا ہے۔ اور یہ مقصد ایک صحیح شرعی غرض ہے ۱۲ مصنف

[3] یہ غرض ہرگز نہیں۔ اتحاد ملت کے افراد نیلے لباس کو نہ فرض سمجھتے ہیں نہ واجب نہ سنت موکدہ۔ نہ اسکو علامت تعزیت قرار دیتے ہیں فما نازع فیہ لباس ممنوعات شرعیہ سے اصلا متعلق نہیں ۱۲ مصنف

[4] اسکے سوا اور کچھ مقصود نہیں ۱۲ مصنف

(۵۳) تقریظ سند المحدثین سید المفسرین حضرت مولانا مولوی معین الدین صاحب اجمیری مدظلہ العالی

الجواب صحیح فقیر معین الدین کان اللہ لہٗ

(۵۴) تقریظ الحبر العلام الفقیہ الفہام حضرت مولانا مولوی امید علیخاں صاحب گیاوی صدر مدرس مدرسہ عزیزیہ ریاست رامپور

حسب تحقیق مجیب لبیب کے سیاہ لباس میں نہ صرف جواز و استحباب ہی نہیں ہے بلکہ اس میں بمقابلہ دیگر الوان فضیلت شعار مومنین و علامت امتیاز اہل اسلام کی موجود ہے جس طرح خضاب و ختنہ و موئے زہار کے صاف کرنے (استرہ لینے) میں بھی علاوہ سنیت و استحباب کے موجود ہے گو فی زمانہ اکثر ممالک میں سیاہ لباس کا شعار اہل اسلام ہونا باقی نہیں رہا کما فی الشامی فی باب الجنائز تحت مسئلہ اختلاط موتی المسلمین بالکفار۔ فی بدائع الصنائع ان علامۃ المسلمین اربعۃ الختان والخضاب ولبس السواد وحلق العانۃ اھ قلت فی زماننا لبس السواد لم یبق علامۃ المسلمین

فقط واللہ اعلم محمد امید علی خاں گیاوی عفی عنہ مدرس مدرسہ عزیزیہ رام پور

(۵۵) تقریظ[1] الفاضل المقمقام الحبر العلام حضرت مولانا مولوی معز اللہ صاحب مدرس دوم مدرسہ عالیہ رامپور اسٹیٹ

فی الواقع سیاہ لباس و نیلا لباس پہننا بطور علامت کے جائز ہے مکروہ نہیں۔ محمد معز اللہ مدرس مدرسہ عالیہ رام پور اسٹیٹ

(۵۶) تقریظ[1] حضرت مولانا مولوی محمد موسیٰ صاحب پیش امام مسجد شریف محمودی ٹونک شریف

لبس السواد لغرض صحیح جائز بل مسنون کما ورد فی حدیث ان رسول رب العلمین لبس السواد۔ الا بنیۃ الماتم غیر جائز فانہ تشبہ بالروافض ومن تشبہ بقوم فھو منھم واللہ اعلم بالصواب عبدہ محمد موسیٰ عفی عنہ

اُن علماء کرام کی عبارات جنہوں نے ہمارے استفتاء پر مستقل فتوے صادر فرمائے

(۵۷) فتوے حضرت مولانا مولوی مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی صدر جمعیۃ العلماء ہند دہلی مدظلہم العالی

استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بغیر تعزیت کے صرف

[1] یہ دونوں تقریظیں سہواً مکرر درج ہو گئیں ۱۲ مصنف

غم حسین کے لئے بطور علامت مردوں کو سیاہ یا نیلا لباس پہننا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

سیاہ لباس اور نیلا لباس مردوں عورتوں سب کو جائز ہے جبکہ اس سے اظہار ماتم یا اظہار رنج وغم مقصود نہ ہو

بطور علامت سے کیا مراد ہے اگر علامت[1] ماتم مراد ہے تو یہ ناجائز ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فتوے حضرت مولانا مولوی مفتی مظفر احمد صاحب نائب امام مسجد فتحپوری دہلی (۵۸)

ھو الموفق

صورت مذکورہ میں جبکہ ایسے کپڑے سے تعزیت مقصود نہیں تو بلا کراہت ایسے لباس کا استعمال جائز ہے فقط واللہ تعالے اعلم وعلمہ اتم واحکم مظفر احمد غفرلہ نائب امام مسجد فتحپوری دہلی

فتوے الفاضل الاعظم المحقق العلام المدقق الفہام حضرت مولانا مولوی محمد اسحق صاحب مانسہروی مدظلہم العالی (۵۹)

الجواب جائز ہے۔ اگر کسی غرض شرعی کیلئے استعمال کیا جائے تو پھر اُسکی اولویت میں بھی کوئی کلام نہیں۔ ہاں بغیر شرعی غرض کے اگر استعمال کیا جائے تو جائز ہے۔ درمختار میں ہے ولا باس بسائر الالوان اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کا کپڑا پہننے میں خواہ جس رنگ کا بھی کیوں نہ ہو کوئی حرج نہیں کتب دینیہ نے اس حکم کو علی الاطلاق لکھا ہے۔ اب اس میں تخصیص کرنی اور خواہ مخواہ کسی لباس کو دوزخیوں کا مقرر کردینا اور کسی میں کوئی دیگر خرافات کہہ دینا دیانتداری کے خلاف ہے۔ البتہ ان رنگوں میں سے ایک رنگ میں کلام ہے وہ سرخ رنگ ہے بشرطیکہ زعفران وغیرہ سے اُسکی سرخی نہ ہو تو پھر مکروہ تنزیہی ہے درمختار میں ہے وفی المجتبی والقہستانی وشرح النقایۃ لابی المکارم لاباس بلبس الثوب الاحمر انتہی ومفادہ ان الکراھۃ تنزیہیۃ (درمختار) تو سرخ رنگ کے بغیر دیگر الوان علی الاطلاق جائز اور اگر سرخ رنگ

---

[1] علامت ماتم مراد نہیں بلکہ علامت قومی مراد ہے۔ جیسا کہ سابقاً تشریح کی گئی ہے ۱۲ مصنف عفی عنہ

ہندی یا زعفران سے ہو تو وہ مکروہ تحریمی اور اس کے بغیر یعنی مجیٹھ یا لاکھ وغیرہ سے اگر سرخی ہو تو وہ مکروہ تنزیہی۔ الغرض شرع نے تمام رنگوں کو علی الاطلاق جائز قرار دیا ہے اور یہ صرف جواز بھی اگر کسی شرعی غرض خاص کے لئے تعیین نہ کی جائے اور اگر غرض شرعی خاص موجود ہو تو پھر اُس رنگ میں ثواب ہے۔

مثلاً آجکل ہندوستان پنجاب میں مجلس اتحاد ملت نے نیلا رنگ مخصوص کر لیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جن ملکوں نے ظالم حکومتوں سے آزادی حاصل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے یہ ہی رنگ اپنے لئے تجویز کیا تھا۔ اب ہندوستان میں مسلمانوں سے چونکہ اعمال صالحہ مفقود ہیں اس واسطے ان میں اتفاق نہیں۔ قرآن کریم کا فیصلہ یہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ آیت ہذا سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں اتفاق اعمال صالحہ پر موقوف ہے جب تک یہ چیز قرون اولیٰ میں علی سبیل الاتم رہی مسلمان بھی متفق رہے ایک ایک ماہ کی کارروائی چوراسی چوراسی بستیاں کے فتوحات ہیں جیسا کہ خلافت حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہوا۔ اِس وقت جبکہ مسجد شہید گنج کا واویلا شروع ہوا تو گورنر کو یقین دلایا گیا کہ یہ چند غنڈوں کا فعل ہے مسلمانوں میں اکثریت اِس کے مخالف ہے اور ان کا کوئی حامی نہیں۔ اس بنا پر اتحاد ملت کا قیام عمل میں آیا۔ اور اسلئے یہ نیلا لباس تجویز کیا تاکہ اس امر کی تردید ہو جائے کہ یہ چند غنڈوں کا فعل نہیں بلکہ جمہور مسلمانوں کا یہ فعل ہے یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص گورنر کو نہ مل سکتا ہے اور نہ ہی جتلا سکتا ہے کہ میں شہید گنج کا حامی ہوں بلکہ لباس نیلے کی وجہ سے گورنر اور دیگر حکام سب ہی سمجھ سکتے ہیں کہ تمام روئے زمین کے مسلمان اِس مسئلہ میں متفق ہیں اور بغیر مسجد دینے کے مسلمان راضی نہیں ہو سکتے اب یہ غرض شرعی نیک غرض ہے مسجد کی سعی اور مطالبہ ہر مسلمان پر فرض ہے اِس فرض میں کوتاہی کرینگے۔ خدا کے ہاں معذب ہوں گے انکار کرینگے کافر ہوں گے۔ اصل جھگڑا مسجد کے متعلق مسلمان اور سکھ کا جھگڑا ہے۔ مگر خواہ مخواہ انگریز نے اپنا دخل دے دیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ مسلمان مسجد کا حقدار ہے مسجد بغیر مسلمان کے اور کوئی استعمال نہیں کر سکتا اگر اسکو یہ معلوم نہ ہوتا۔ تو وہ

شاہ چراغ کی مسجد کو بعد قبضہ اسّی سال کے کبھی واگذار نہ کرتا۔ ہرگاہ اس قاعدہ کو وہ مانا تو اس نے شاہ چراغ کی مسجد کو آزاد کر دیا۔ مگر تعجب ہے کہ خود تو مسجد استعمال نہیں کر سکتا مگر سکھ سے استعمال کرانا چاہتا ہے۔ خود تو نہیں رکھ سکتا مگر سکھ کی تحویل میں لانا چاہتا ہے۔ بنائً علیہ قوم کے لئے اتحاد ملت نیلا لباس ضروری سمجھتی ہے۔ پہلی دلیل آزادی اور دوسری اتفاق کی پیلحار کی محبت سے اس قسم کے شکوک نہیں پیدا ہو سکتے ہیں

اے لقائے تو جواب ہر سوال مشکل از تو حل شود بے قیل وقال

ہذا واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب والیہ المرجع والمآب

محمد اسحاق مانسہروی نزیل راولپنڈی

فتوے حضرت مولانا مولوی عبد الرحمن صاحب معہ تقریظ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاولپور اسٹیٹ

شرعاً لباس کے طور پر بغیر تعزیت وماتم سیاہ یا نیلا لباس (بشرطیکہ نیت فاسدہ نہ ہو) پہننا جائز ہے۔ جیسا کہ شامی جلد ۵ صفحہ ۲۲۵ میں ہے وکرہ لبس المعصفر والمزعفر الاحمر والاصفر للرجال ولا باس بسائر الالوان ہٰذا ما ظہر لی من الجواب واللہ اعلم بالصواب

حررہ احقر عبد الرحمن جامعی عفی عنہ جامع عباسیہ بہاولپور

الجواب صحیح

غلام محمد شیخ الجامعہ

فتوے[1] حضرت مولانا مولوی سید میر صاحب مدظلہ مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف معہ تقاریظ دیگر علمائے کرام

استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پارچہ میں کس کس قسم کا

---

[1] عبارت استفتاء ہٰذا مکرم ومعظم عالیجناب معلے القاب جناب نواب محمد اعظم خانصاحب دام اقبالہ نے ہمارے مشورے کے بغیر اپنے قلم سے تحریر فرمائی اور فتوے بھی ذاتی طور پر خود ہی منگایا ہے۔ مگر تہ دل سے ممدوح موصوف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب نے وہ اصل فتوے فقیر کو مرحمت فرما دیا بنا بریں علیہ ان کی عبارت ہمارے سابقہ استفتاء کی عبارت سے مختلف ہے مگر اصل مقصود دونوں کا ایک ہے
مصنف

رنگ جائز ہے اور سیاہ لباس یا نیلا لباس پہننا جائز ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ سیاہ و نیلا
لباس فرعونی و دوزخی لباس ہے اور تشبہ بالروافض ہے اور یہ دعوے ان کا بلا دلیل ہے
المستفتی حافظ (نواب) محمد اعظم (خان) محمودی ملتانی

الجواب ومنہ الہدایتہ الی الحق والصواب

عورتوں کے لئے ہر قسم کا رنگ جائز ہے اور مردوں کے لئے کسم و زعفران کا اتفاقاً ممنوع
ہے اور سرخ میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک حرام بعض کے نزدیک مباح بعض کے نزدیک
مستحب بعض کے ہاں مکروہ تنزیہی ہے اور قول اخیر مفتی بہ ہے اور باقی سب رنگ جائز ہیں۔ کرہ
لبس المعصفر والمزعفر الاحمر والاصفر للرجال مفادہ انہ لایکرہ للنساء ولا باس بسائر
الالوان وفی المجتبی والقہستانی وشرح النقایۃ لابی المکارم لاباس بثوب الاحمر ومفادہ
ان الکراھۃ تنزیہیۃ لکن صرح فی التحفۃ بالحرمۃ فافاد انھا تحریمیۃ وھی المحمل
عند الاطلاق قالہ المصنف قلت وللشرنبلالی فیہ رسالۃ نقل فیھا ثمانیۃ اقوال
منھا انہا مستحب درمختار۔ دیکھئے احرام باندھنے میں سیاہ کپڑا یا گیرو کا رنگا ہو یا کسی دوسری
چیز سے رنگا ہوا پہننا جس میں خوشبو نہ ہو جائز ہے فی الدر المختار باب الاحرام ولبس ازار و رداء
جدیدین او غسیلین طاہرین ابیضین ککفن الکفایۃ وہذا بیان السنۃ فی رد المحتار قولہ وہذا ای لبس
الازار والرداء علی ھذہ الصفۃ بیان للسنۃ والا فساتر العورۃ کاف فیجوز فی ثوب واحد واکثر من
ثوبین وفی السوادین اس سے معلوم ہوا کہ سفید ہونا جامۂ احرام مستحب ہے ورنہ سیاہ وغیرہ بھی جس میں
خوشبو نہ ہو جائز ہے۔ شامی جلد پنجم میں ہے ویستحب الابیض وکذا الاسود لانہ شعار بنی العباس
ودخل علیہ الصلوٰۃ والسلام مکۃ وعلیہ عمامۃ سوداء یعنی سفید لباس مستحب ہے اور
اسی طرح مستحب ہے سیاہ لباس اس لئے کہ وہ بنی عباس کے شعار و علامت میں سے ہے
اور اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکہ معظمہ میں اس حالت میں کہ آپ پر سیاہ
عمامہ تھا عن جابر رضی اللہ تعالٰے عنہ قال دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ یوم الفتح وعلیہ عمامۃ سوداء

ترمذی جلد اول ص۲۰۷ عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل یوم فتح مکہ وعلیہ عمامۃ سوداء وابن ماجہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ وعلیہ مرط من شعر اسود ترمذی جلد ثانی ص۱۰۱

وعن عائشۃؓ قالت صنعت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بردۃ سوداء فلبسہا فلما عرق فیہا وجد ریح الصوف فقذفہا رواہ ابوداؤد ص۳۶۸ حضرت ابی بردہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نجاشی (بادشاہ حبشہ) نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو موزے سیاہ رنگ والے ہدیۃً بھیجے۔ پس آپ نے ان کو پہن لیا۔ حضرت حسین بن یونس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سیاہ عمامہ دیکھا۔ حضرت عثمان بن مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابا نضرہؓ پر سیاہ عمامہ دیکھا۔ حضرت ابو صخرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد الرحمٰن بن یزید پر سیاہ عمامہ دیکھا۔ عن واثلۃ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ عمامۃ سوداء کنز العمال جلد ۸ ص٦ وکان لہ بردان اخضران وکساء اسود وکساء احمر ملبد زاد المعاد ص۳۵ ولبس الشعر الاسود کما روی مسلم فی صحیحہ عن عائشۃؓ قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود زاد المعاد ص۳٦

تعجب ہے کہ مخالفین کے پاس اپنے دعوے کے ثبوت میں نہ کوئی آیت قرآنی اور نہ حدیث نبوی ہے نہ کسی فقہی کتاب کی کوئی عبارت اور نہ کسی امام مجتہد کا کوئی ارشاد ہے۔ مگر اپنے قیاسی مزعومات کے برخود غلط اعتماد پر ضلّوا واضلّوا کے مصداق بنے جا رہے ہیں اور لڑے جا رہے ہیں۔ اور بے سمجھے بوجھے حکم تشبہ بالروافض لگائے جا رہے ہیں اور حدیث نبوی من تشبہ بقوم فہو منہم کو بے محل پڑھے جا رہے ہیں فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا ۔۔۔ لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

قرآن پاک خاموش اور اس صورت میں اصل اباحت باقی۔ احادیث نبویہ سے خود نبی امی بابی وامی علیہ وعلی آلہ التحیۃ والتسلیمات کے عمامہ مبارک اور چادر مبارک کا سیاہ ہونا ثابت

اکابر صحابہ اور ائمہ مجتہدینؒ کا لباس سیاہ زیب تن فرمانا محقق کتب فقہ میں لاباس بسائر الالوان مرقوم اسی طرح اکابر صحابہ سے مختلف رنگوں کی مختلف چیزوں سے علامت مقرر کرنا مسلّم پھر اب وہ کونسی چیز باقی ہے جو مخالفین کے استدلال و استنباط کا مرکز و مخرج قرار پا سکتی ہو چہ جائیکہ شدت انکار کے زور میں ان کا یہ اصرار کہ سیاہ و نیلگوں لباس جہنمی لباس ہے اور سیاہ رنگ جہنمیوں کا رنگ ہے ایک ایسا بے باکانہ اور گستاخانہ اصرار ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایمان کی روشنی سے نکل کر ضلالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں اور سخن پروری نے انکی آنکھوں پر پردے ڈالدئے ہیں اللہ جل شانہ اُنکی ہدایت فرمائے کیونکہ ہدایت اُسی کے ہاتھ میں ہے اور تمام اہل اسلام کو اُن کے ناپاک اور مضرت رساں اثرات سے مامون و مصون رکھے آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین کتبہ عبدہ المذنب سید امیر پنجابی معتکف آستانۂ عالیہ اجمیر شریف

(۲۳) تقریظ الفاضل الاکمل حضرت مولانا مولوی قاری سید عبدالرحمٰن صاحب موصلی ادیب دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

جواب قطعی باصواب ہے بیشک لباس سیاہ یا نیلگوں پہننے کی کہیں بھی ممانعت نہیں آئی ہے بلکہ برخلاف اس کے کتب معتبرہ سے فضیلت ثابت ہوتی ہے جیساکہ فاضل مجیب نے تحریر فرمایا ہے چنانچہ حضرت جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب تاریخ الخلفا میں خلفاء بنی العباسؓ کی تعریف لکھتے تحریر فرماتے ہیں۔ وکانوا یلبسون السواد یعنی وہ سیاہ لباس پہنتے تھے حالانکہ اس زمانہ کے فحول علماء حقانی جیسے حضرت امام ابوحنیفہؓ صاحب امام ابویوسفؒ صاحب، امام محمدؒ صاحب وغیرہم کسی نے اس لباس پر اعتراض نہیں فرمایا۔ قاری سید عبدالرحمٰن موصلی ادیب دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

(۲۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی عبدالحی صاحب نائب صدر مدرس مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

الجواب صواب والمجیب مصیب

عبدالحی نائب صدر مدرس مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

(۶۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی غلام معین الدین صاحب بہاری مدظلہ

استاذنا المکرم حضرت مولانا مولوی سید امیر صاحب ادام اللہ اظلالہم علی الطالبین نے جو تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے سیاہ و نیلگوں کپڑوں کی کہیں ممانعت نہیں بلکہ یہ شعار بنی العباس ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کبھی یہ کپڑے پہنے ہیں۔ اس لئے سیاہ کپڑے پہننے کو تشبہ بالروافض کہنا ناجائز ہے ما قال استاذ الا فاضل نہو کاف واللہ تعالی اعلم بالصواب

فقیر غلام معین الدین بہاری

(۶۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ حنفیہ صوفیہ اجمیر شریف

کتب معتبرہ سے سیاہ لباس کا پہننا جائز بلکہ مستحب ہے فاضل مجیب نے علی وجہ الاتم بیان فرمایا اور جس نے سیاہ لباس کے پہننے کو حرام کہا ہے وہ صریح غلطی پر ہے اور یہ قول اسکی دلیل ہے کہ وہ احکام فقہیہ سے ناواقف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب فقیر محمد عبد اللہ عفی عنہ (صدر مدرس مدرسہ حنفیہ صوفیہ اجمیر شریف

(۶۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابو الاعجاز امتیاز احمد صاحب انصاری مدظلہ مفتی دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

سیاہ رنگ کے لباس کی کسی آیت قرآنیہ سے ممانعت ثابت نہیں علی ھذا نہ کسی حدیث صحیحہ سے اسکی حرمت یا کراہت ثابت ہے اس لئے سیاہ رنگ کے کپڑے کا استعمال مباح اور جائز ہے اور اسکو اپنی کم عقلی و کم علمی سے حرام و ناجائز کہنا سخت غلطی ہے اور شرعی حلال کو حرام سمجھ لینا کفر ہے بعض معتبر کتب فقہ میں سیاہ رنگ کے کپڑے کو مندوب اور مستحب لکھا ہے شرح کنز الدقائق کی شرح میں ہے وندب لبس السواد سواکان جبۃ او عمامۃ ترجمہ سیاہ کپڑا پہننا بہتر ہے وہ جبہ ہو یا عمامہ اور عینی شرح کنز میں ہے۔ وندب ای استحب لبس السواد اخذ وہ من دخول النبی علیہ الصلوۃ والسلام مکۃ وعلی راسہ عمامۃ سوداء والسواد شعار بنی العباس رضی اللہ عنہم جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عباس صحابی رضی اللہ عنہ کی اولاد کا سیاہ لباس پہننا شعار تھا رافضی تو پاجامہ کرتہ شیروانی کوٹ بھی پہنتے ہیں۔ بے سمجھ قائل کے نزدیک یہ سب حرام ہونا چاہئیں۔

حالانکہ پاجامہ پہننے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلاف ہے اور ایک طرف شیروانی پہننا تو معلوم سے ثابت ہی نہیں ھذا ما عندی واللہ ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کتبہ ابوالاعجاز امتیاز احمد

انصاری مفتی دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

تقریظ حضرت مولانا مولوی عبدالباری صاحب پشاوری مدرس دارالعلوم اجمیر شریف ۳۸

المجیب مصیب والجواب صحیح

فقیر عبدالباری پشاوری مدرس دارالعلوم اجمیر شریف

تقریظ الفاضل الاعظم حضرت مولانا مولوی سید جمال الدین صاحب عرب مدنی مدظلہ ۳۹

جو کچھ مولوی سید امیر صاحب نے بحوالہ کتب تحریر فرمایا ہے وہ علی وجہ الاتم صحیح ہے اور منکر ضال و مضل ہے اس لئے کہ وہ شعار بنی العباس اور سنت نبوی کا منکر ہے اللہ اسکو ہدایت کرے آمین ثم آمین سید جمال الدین عرب مدنی دارالخیر اجمیر شریف

تقریظ حضرت مولانا مولوی خان محمد صاحب مدرس دارالعلوم نعمانیہ ملتان ۴۰

الجواب صواب والمجیب نجیب

العبد خان محمد عفا اللہ عنہ بقلم خود

اعتراض۔ اس استفتا میں لفظ علامت نہیں اس لئے بطور علامت لباس مذکور کا پہننا اس سے ثابت نہیں ہوا۔

الجواب۔ سابقاً عرض کر چکا ہوں کہ استفتاء ہذا چونکہ احقر نے نہیں بھیجا نہ اسکی عبارت فقیر کے مشورے سے لکھی گئی اس لئے لفظ علامت رہ گیا۔ لفظ علامت کے نہ ہونے سے جو اعتراض کیا جارہا ہے اللہ تعالٰی نے اپنے فضل وکرم سے اسکو اس طرح باطل فرما دیا کہ مجیب کے قلم سے اسکی اپنی عبارت میں لفظ علامت لکھوا دیا۔ چنانچہ جواب استفتاء پڑھتے ہوئے آپ نے حضرت مولانا سید امیر صاحب مدظلہ کی یہ عبارت پڑھ لی ہوگی۔ اسی طرح اکابر صحابہ سے مختلف رنگوں کی مختلف چیزوں سے علامت مقرر کرنا مسلم لہٰذا یہ اعتراض بھی رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے محض اپنی

قدرت کاملہ سے رد فرما دیا اور یہ چیز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت اور تصرف سے ہے جو مخالفین کے لئے دوسری ضرب کاری ہے وللہ الحمد۔

فتوے حضرت مولانا مولوی محمد عبد التواب صاحب محدث ملتانی اہلحدیث

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بغیر تعزیت کے صرف غرض صحیح کیلئے بطور علامت مردوں کو سیاہ یا نیلا لباس پہننا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

الحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ درحقیقت اصل سیاہ لباس جبکہ اُس کے پہننے سے رنج والم ظاہر کرنا مقصود نہ ہو جائز ہے۔ اور جب اُس کو علامت مغموم ہونے کی بنایا جائے تو ناجائز ہوگا تاکہ روافض سے مشابہت نہ ہو۔ بغیر سوگ کے سیاہ لباس کا عدم جواز نہ اس سے پہلے[ف۱] لکھا گیا تھا اور نہ اب یار لوگوں کی کارستانیوں سے کوئی غرض نہیں ہے ھذا واللہ اعلم محمد عبد التواب تاب اللہ علیہ بقلم خود ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

فتوے حضرت مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب محدث ملتانی اہلحدیث

سیاہ یا نیلا لباس پہننا بدوں کسی ماتم و رسم کے شرعاً جائز بلکہ من وجہ اتباع سنت ہے علامت کے واسطے پہننا بھی ممنوع نہیں اس پر زیادہ کد و کاوش کرنا اور بہر وجہ اسکو ناجائز قرار دینا شان علمی سے باہر ہے اور دلیل تعصب ہے ۱۲ ابو محمد عبد الحق ملتانی عفی عنہ

تقریظ حضرت مولانا مولوی ابو حفص الداجلی مدظلہ

الجواب صحیح

ابو حفص الداجلی بقلمہ نزیل ملتان محلہ قدیر آباد ۱۳۵۶ھ ۲۶

ف۱ انجمن شمس الاحناف کے فتوے میں جو علامت و شعار مطلقاً کی حرمت میں شائع ہوا تھا۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی حق پوشی

تھانوی صاحب ہمارے استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں۔

السلام علیکم مجھ کو نہ قوت نہ فرصت[1] اس لئے دیوبند وغیرہ بھیجدیا جائے۔ خود لفافہ بناکر اس پر اپنا پتہ لکھ دینا چاہیئے تھا۔

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ اتنی عبارت لکھنے کی تو جناب تھانوی صاحب کو قوت بھی تھی۔ اور فرصت بھی۔ مگر لفظ جائز یا ناجائز لکھنے کی قوت و فرصت نہ تھی۔

اگر ناجائز اور حرام تھا تو ناجائز اور حرام ہی لکھدیا ہوتا مگر مشکل یہ ہے کہ ناجائز یا حرام لکھیں تو غلط ہے۔ اگر جائز لکھیں تو اپنے مفاد کے خلاف ہے، گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل یہ ہے حقانیت ان علماء کی کہ حق ظاہر کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اللھم احفظنا منھم

دارالافتاء دیوبند کی حق پوشی

تھانوی صاحب تو یہ فرماکر چھوٹ گئے کہ مجھے نہ قوت نہ فرصت دیوبند وغیرہ سے دریافت کیجئے۔ ہم نے حضرت تھانوی صاحب کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے دارالافتاء دیوبند کو استفتا بھیجا گر صد لئے برنخاست "ایں خانہ تمام آفتاب است" قریب ایک ماہ کے ہوگیا۔ وہاں سے بھی حرام حلال۔ جائز۔ ناجائز کا کچھ جواب نہ آیا۔

مجھے حیرت ہے کہ کسی نے جائز لکھنے پر جبر واکراہ تو کیا ہی نہ تھا اگر بالفرض ناجائز اور حرام ہی تھا تو اسکو ناجائز اور حرام ہی لکھ دیتے۔ مگر وہی بات ہے اگر ناجائز لکھتے ہیں تو غلط اور لغو ہے۔ جائز لکھتے ہیں تو اپنے کثیر التعداد ہم خیالوں کی تحریک پر برا اثر پڑتا ہے اسلئے خاموشی اختیار کی گئی۔

مولوی احمد علی صاحب لاہوری امیر خدام الدین کی حق پوشی

مولوی صاحب موصوف ہمارے استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں۔

[1] تھانوی صاحب کا یہ جواب خلاف سنت ہے۔ آپ کا اول لفظ مجھ کو نہ قوت نہ فرصت چاہئے تھا کیونکہ اس طرح کا جواب ... قوت نہیں تو فرصت نہ ہونے کی کیا وجہ اور فرصت نہ ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ہر وقت کام میں مشغول رہتے ہیں اور کام میں مشغول ہونا آپ کی قوت نہ ہونے کی نفی کرتا ہے اسلئے کہ بغیر قوت کے کام نہیں ہوسکتا ۱۲ مصنف

از احقر الانام محمد علی عفی عنہ۔ مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کا مفصل جواب حضرت مولانا ظفر علی خاں صاحب مالک زمیندار سے دریافت فرمائیں آخر انہوں نے تحقیق کر کے ہی ... تحریر فرمایا ہوگا ... ہیں مولانا ممدوح سے دریافت کرتا ہوں کہ مولانا ظفر علی خاں صاحب کی تحقیق ... اگر بالفرض خلاف شرع مطہر ہو تو کیا پھر بھی ہمیں ان کی اتباع کرنی چاہیے ... اول شرع مطہر عبث اور غیر ضروری ہوئی والعیاذ باللہ من ذالک ... کہ شرعی فیصلہ سائل کو بتایا جائے مگر آپ نے دیدہ دانستہ چشم پوشی فرمائی ...

مخالفین کی بددیانتی پہلی بددیانتی۔ مولویوں کے نام اشتہار اور رسالہ میں لکھے گر ان کی عبارتیں شائع نہیں کیں۔

دوسری بددیانتی۔ اشتہار اور رسالہ میں مولف و مشتہر کا نام تک درج نہیں کیا صرف ... کا نام لکھدیا جو غیر معروف اور غیر ذمہ دار ہونے کی وجہ سے ہرگز کافی نہیں ہوسکتا۔

تیسری بددیانتی جس وقت اجمیر شریف سے ہمارے پاس فتوے آیا تو مخالفین کو فکر دامنگیر ہوئی ملاں عبد الخالق نے جھٹ ایک استفتاء لکھ مارا اور اجمیر شریف کو بھیجدیا۔ اور عبارت ایسی لکھی جس کا جواب حرام اور ناجائز ہو۔ اس کے ثبوت میں ہم ایک خط شائع کرتے ہیں۔ جو اجمیر شریف سے ہمارے پاس آیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

از اجمیر شریف۔ جناب مکرم محترم معظم حافظ محمد نجم الدین صاحب دام عنایتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ... مولوی عبد الخالق نے بھی ایک استفتاء بھیجا ہے کہ نیلا اور سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اسکی صورت استفتاء سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالکل حرام ہے امید کہ مولوی صاحب مستفتی کی تحریر کو مد نظر رکھ کر ممنوع ہی لکھیں گے امید ہے کہ کل وہ بھی بھیجدیا جائیگا۔

الراقم ابو المناظر محمد احسن قریشی عفا اللہ عنہ

مسلمانو تم نے دیکھا کہ ایک جائز اور حلال چیز کو ناجائز اور حرام کرنے کے لئے کیسی سرتوڑ کوششیں کی جارہی ہیں اللہ تعالیٰ بتصدق حبیب اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم ایسے گمراہوں کے ناپاک اثرات سے مسلمانوں کو محفوظ و مامون رکھے آمین ثم آمین

حضرت مولانا محمد عبد التواب صاحب ملتانی کی تحریر سے مخالفین کی بددیانتی روز روشن کی طرح واضح ہوگئی۔

اس سے بھی بڑھکر اسکا ثبوت حضرت مولانا مولوی معین الدین صاحب اجمیری کے وہ دستخط ہیں جو مولانا محمد رفیع الدین صاحب مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف کے فتوے پر موجود ہیں۔ اس فتوے میں صاف مرقوم ہے کہ سیاہ اور نیلے لباس کو، اگر کسی قوم اور پارٹی کا شعار بنانا مقصود ہے تو جائز ہے قیاسا علی شعار بنی العباس اسی فتوے پر مولانا معین الدین صاحب اجمیری فرماتے ہیں۔ الجواب صحیح فقیر معین الدین کان اللہ لہٗ

پس معلوم ہوا کہ مولانا ممدوح کے نزدیک بھی لباس مذکور کو قوم اور پارٹی کا شعار بنانا جائز ہے جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ شعار مذکور کے لئے سیاہ یا نیلا لباس پہننا مولانا معین الدین صاحب کے نزدیک صحیح اور جائز ہے تو اس صورت میں علامت و شعار کیلئے لباس مذکور کی حرمت پر مولانا کا نام لکھنا صریح بددیانتی اور خیانت ہے یا نہیں۔

بریلی شریف سے آج ہی ہمارے پاس خط آیا ہے اس میں تحریر ہے کہ حجت الاسلام امام اہل سنت حضرت مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے متنازع فیہ لباس کی حرمت پر ہرگز ہرگز دستخط نہیں کئے۔ بلکہ صرف سوگ کے لئے ناجائز تحریر فرمایا ہے۔

اگر سچے ہو تو تمام علماء کی مکمل عبارات شائع کرو جس طرح ہم نے لفظ بلفظ تمام مندرجہ علماء کرام و مفتیان عظام کی عبارات بلا کم و کاست شائع کی ہیں۔ تاکہ تمہاری بددیانتی اور خیانت کا راز تمہارے ہی ہاتھوں طشت از بام ہو۔ اگر تم نے اپنی اس ناپاک حرکت سے علی الاعلان توبہ نہ کی تو خدا کے ہاں کیا جواب دو گے۔ اب بھی راہ راست پر آجاؤ تمہاری گمراہی حد سے متجاوز ہو چکی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

سید احمد سعید الکاظمی امروہی عفی عنہ

مقیم قدیر آباد ملتان شہر

[illegible] ستمبر ۱۹۳۶

ضمیمہ

مکرم ومحترم افاضل علامہ حضرت مولانا موسیٰ ابو حفص الداجلی

المدیر غازیخانی مد ظلہم العالی

کی مفصل تقریر بسلسلہ تقاریظ متصلاً شائع ہونے سے رہ گئی تھی۔ اسلئے رسالہ ہذا کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل کی جاتی ہے

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ و نصلے علی رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] بالتسویم ولا علامۃ [illegible] ان کان من الالوان مالم یصح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم النہی عنہ وانی لہم بذلک بل ثبت عن سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم انہ امر اصحابہ بالتسویم کما یظہر من روایۃ ابن مردویہ من حدیث عبد القدوس بن حبیب عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قولہ مسومین قال معلمین وکان سیما ملائکۃ یوم بدر عمائم سود (ابن کثیر بہامش فتح البیان المطبوع بمصر [illegible]

میں شروع کرتا ہوں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن رحیم (دنیا میں مسلمانوں کافروں سب پر رحم کرنیوالا اور آخرت میں صرف مسلمانوں پر رحم کرنیوالا) ہے۔ ہم اسکی حمد کرتے ہیں۔ اور اسکے کریم (بزرگ و بخشش کرنیوالے) رسول پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

نشان مقرر کرنا اور علامت لگانا خواہ جس رنگ سے بھی کیوں نہ ہو۔ جائز ہے۔ جبتک اسکی ممانعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو۔ اور کسی کو یہ حق کہاں پہنچتا ہے کہ وہ اس نشان و علامت کو ناجائز یا حرام مقرر کردیں۔ بلکہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ حضور نے اپنے صحابہ کرام رض کو علامت مقرر کرنیکا حکم دیا۔ جیسا کہ ابن مردویہ کی روایت سے ظاہر ہے۔ جسکو اس (ابن مردویہ

وفي المصنف لابن ابي شيبة قال النبي
صلى الله عليه وسلم لاصحابه يعني يوم احد تسوموا
فان الملائكة قد تسومت الحديث ....
ورواه ابن سعد من طرق في قصة
وفيه فقال صلعم لاصحابه يومئذ تسوموا
فان الملائكة قد تسومت الحديث
اورده ابن حجر في الكافي الشاف في تخريج
احاديث الكشاف ص٣
ومقصودنا بالتسويم بالزردة حث
الناس على الثبات وتحريض المسلمين
على الصبر واظهار الروح في القتال العدو من المسلمين
والكافرين ومخافة الكفار وان كان المحاربة
اذا عرفوا امكاننا كما قال الامام الحافظ
القاضي ابوبكر محمد بن عبد الله بن محمد
المعروف بابن العربي المالكي الاندلسي رح في
احكام القرآن الاشتهار بالعلامة سنة
ماضية وهي هيئة باهية قصدها الهيبة
على العدو والاغلاظ على الكفار والتحريض
للمؤمنين والاعمال بالنيات وهذا
من باب الجليات لا يفتقر
الى برهان انتهى ص ١٢٤ / ١٧٠
واما اذا لم يقصد به هذه المقاصد
بل قصد به الافتخار او الرياء او الذكر
او التشبه بالروافض او اليهود

نے حدیث عبد القدوس بن حبیب سے انہوں
نے عطاء سے روایت کیا۔ انہوں نے ابن
ابی رباح سے اور انہوں نے حضرت عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا
انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ
تعالے کے قول مسومین کے معنی معلمین
یعنی "علامت مقرر کرنیوالے" بیان فرمائے۔
اور بدر کے دن فرشتوں کے عمامے سیاہ رنگ
کے تھے۔ (ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان مطبوعہ
مصر جلد ۲ ص ۲۹ و عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۴۷ و ارشاد الساری ج ۶ ص ۲۲۸)
اور مصنف ابن ابی شیبہ[له] میں ہے۔ کہ حضور
صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے
اصحاب کو فرمایا کہ تم علامت مقرر کرو۔ اس لئے کہ
فرشتوں نے بھی علامت مقرر کی ہے۔ آخر
حدیث تک .... اور ابن سعد نے چند
اسنادوں سے ایک قصہ کے ضمن میں روایت کیا
ہے۔ اور اسمیں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے اصحاب سے اس دن فرمایا کہ تم
علامت مقرر کرو اسلئے کہ فرشتوں نے بھی
علامت مقرر کی ہے۔ (آخر حدیث تک)
اس حدیث کو ابن حجر اپنی الکافی الشاف فی تخریج
احادیث الکشاف ص ۳۰ میں لائے ہیں۔
ہمارا مقصود سیاہ پوشی کی علامت سے لوگوں کو
ثابت قدم رہنے پر برانگیختہ کرنا ہے۔ اور مسلمانوں کو

له حدیث کی کتاب کا نام ہے ١٢ مترجم

والشهرة بحيث لا تنافيها كانت مكروهة وغير جائزة لان هذه الاغراض تخالف وتنافى الاغراض التى تكون وسيلة لاعلاء كلمة الله تعالى وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا ينظر الى اجسادكم ولا الى صوركم .. وفى رواية ولا الى اموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم (رواه مسلم ص ۳۱۶ ج ۲)

واما من زعم انه غير جائز مطلقا فقد اخطأ خطأ ها ئشا وغلط غلطا فاحشا فمعلوم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم استعمل عمامة سوداء كما ورد فى جامع الترمذى ومسلم وابى داؤد وابن ماجة والنسائى عن جعفر بن عمرو بن حريث عن ابيه ان النبى صلى الله عليه وسلم خطب الناس وعليه عمامة سوداء الحديث وعن ابن عمر ان النبى صلى الله عليه وسلم دخل يوم فتح مكة وعليه عمامة سوداء الحديث والحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات واعلم ايها المحقق انما الاعمال بالنيات

الراجى رحمة ربه القوى العلى
ابوحفص الله احلى
غفر الله له ذنبه الخفى والجلى المقيم
ببلدة ملتان بحارة قديرآباد
۶ جمادى الثانى سنه ۵۰۰ھ یوم الثلاثاء

شہید گنج کے علاوہ مسلم دشمنوں کی نظر میں بار بار یہ شہرت ہے اور کافروں اور ارکان حکومت کو ڈرانا ہے جب وہ ہمارا علامات پہچان لیں۔ جس طرح امام حافظ قاضی ابوبکر محمد ابن عبداللہ بن محمد جو ابن العربی مالکی اندلسی کے ساتھ مشہور ہیں اپنی تفسیر احکام القرآن ص ۱۲۴ ج ۱ میں کہا کہ اشتہار [۵۸] بالعلامتہ پرانا طریقہ اور بہترین حیلہ ہے۔ اس سے مقصود یہ کہ دشمنوں پر ہیبت اور کافروں پر سختی ڈالی جائے۔ اور ایمان والوں کو برانگیختہ کیا جائے۔ اور عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اور یہ چیز نہایت روشن اور ظاہر ہے۔ کسی دلیل کی بالکل محتاج نہیں۔ (ختم)

لیکن جس وقت (اس علامت) سے یہ چیزیں مقصود نہ ہوں بلکہ اس سے افتخار یا ریاکاری دکھاوا ملاوٹ ذکر اور تشبہ بالروافض یا یہود و نصاریٰ سے مشابہت پیدا کرنا مقصود ہو یا اسی کے مثل کوئی اور وجہ ممانعت ہو تو مکروہ اور ناجائز ہے اسلئے کہ یہ غرضیں مخالف اور منافی ہیں۔ ان غرضوں کی جو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنیکے واسطے وسیلہ ہوتی ہیں۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا۔ لیکن تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ لیکن جس نے اس (نیلی پوشی کی علامت کو) مطلقاً ناجائز اور حرام کہا تو اس نے سخت غلطی اور

[۵۸] علامت کے ساتھ شہرت کرنا ۱۲ مترجم

خط لکی۔ اس سے یہ بات معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ استعمال کیا جیسا کہ جامع ترمذی اور مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی میں حمید بن عمرو بن حریث سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو وعظ سنایا اور آنحضرت کے سر انور پر سیاہ عمامہ تھا۔ (آخر حدیث تک) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور حال یہ کہ آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔ (آخر حدیث تک)

اور اس اللہ کیلئے حمد و ثنا ہے جس کی نعمت سے نیک چیزیں تمام اور پوری ہوتی ہیں۔ اور اے تحقیق کرنے والے جان کہ اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے۔

اپنے جنود اور قوت والے رب کی رحمت کا امیدوار **ابو حفص الداجلی** اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر اور پوشیدہ گناہوں کو معاف فرمائے جو ملتان شہر محلہ قدیر آباد میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اکیس جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ بروز جمعہ

آخری گذارش:۔ اس رسالہ سے بہت قبل ہم نے اپنے رسالہ السیف المسلول میں تین آیات قرآنیہ اور (۲۳) احادیث نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) اور تین حوالوں کتب فقہیہ معتبرہ سے لباس مذکور کا جواز و استحباب روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے۔

اس رسالہ مبارکہ میں اس سے بھی زائد دلائل آگئے۔ نیز مفتیان عظام کی تحریرات مقدسہ کے ضمن میں بکثرت دلائل مذکور ہو گئے۔ اور مخالفین کے شبہات واہیہ کی تردید بھی نہایت مفصل اور محقق طور پر ہو گئی۔ اتمام حجت کے طور پر اپنی تردید کا طریقہ بھی بتا دیا۔ اور اسکے ضمن میں اتحاد و اتفاق کی صورت بھی پیش کر دی اسقدر جامعیت اور تفصیل و تکمیل کے بعد کوئی صورت انکار و اختلاف کی باقی نہیں رہی۔ اب جو شخص ان دلائل و تصدیقات علمائے کرام کے مقابلہ میں معاندانہ رویہ اختیار کریگا۔ یا پیش کردہ صورت سے روگردانی کریگا۔ وہ یقیناً دشمن دین اسلام و معاند مسلمین قرار پائے گا۔ ہم نے ہر طرح حجت تمام کر دی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ مالک امرہ و مختار ملکہ قاسم نعمائہ و معطی آلائہ سیدنا و مولانا و نبینا و رسولنا و حبیبنا و کریمنا محمد وآلہ واصحابہ وعلماء امتہ واصفیاء ملتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

صنفہ و حررہ عبدہ المذنب الفقیر الحقیر السید **احمد سعید** الکاظمی الامروہوی غفر اللہ القوی وعفا عنہ ذنبہ الخفی والجلی المقیم ببلدۃ ملتان بحارۃ قدیر آباد

لعشر بقین من شہر جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

منجانب:۔ انجمن حزب الاحناف و انجمن فدایان اسلام و مجلس اتحاد ملت ملتان